امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71

مورخہ ۲۵؍جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۸؍فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار

شمارہ نمبر 06

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا محمد حسین بہاریؒ ایک باکمال استاذ
- مسلکی اختلافات سے بچیے
- خوف کی نفسیات سے نکلیے
- قلم پہ پہرا زبان پہ بندش، نظام تعلیم پر۔
- فلسطین عرب تعلقات کی نئی تصویر
- امارت کے شب وروز، اہم خبریں، ملی سرگرمیاں

ہفتہ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو

تحفظ اردو کے لیے امارت شرعیہ کی مثالی جدوجہد

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا قیام ۲۶؍جون ۱۹۲۱ء مطابق ۱۹؍شوال ۱۳۳۹ھ میں عمل میں آیا، امارت شرعیہ نے پہلے دن سے اس کا اہتمام کیا کہ خط وکتابت، دفتری کارروائی، دار القضاء میں سماعت، فیصلے، دار الافتاء میں فتاوے اور خطابات سب کی زبان اردو ہو، شعبہ جات کی جو تختیاں دفاتر میں لگائی جائیں وہ بھی اردو میں ہی ہوں، بانی امارت شرعیہ ابو المحاسن حضرت مولانا محمد سجاد صاحبؒ اور ساتوں امیر شریعت نے اس سلسلہ کو باقی رکھا، ان حضرات نے جو مضامین لکھے وہ اردو میں ہی لکھتے، ان کی تصنیفات وتالیفات کی زبان بھی اردو رہی، ایسا نہیں کہ یہ دوسری زبانوں سے نابلد تھے، ان میں سے کئی انگریزی، لکھنے بولنے پر پوری قدرت رکھتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود ان حضرات کی تحریروں میں انگریزی الفاظ کا استعمال نہیں ہوا کرتا تھا، موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی انگریزی بہت اچھی ہے، لکھنے، بولنے اور تقریر کی صلاحیت اس زبان میں موجود ہے؛ لیکن وہ خود بھی اردو میں لکھتے ہیں اور خدام امارت شرعیہ کو بھی اس کی تاکید کرتے رہتے ہیں کہ ممکنہ حد تک اردو کا استعمال کریں اور غیر ضروری طور پر اپنے مضامین ومقالات اور خطابات کو انگریزی الفاظ کا استعمال کرکے بوجھل نہ بنائیں، چنانچہ اس پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔

ماضی کے اوراق الٹیں تو معلوم ہوگا کہ بانی امارت شرعیہ نے ۲۵؍اگست ۱۹۳۵ء کو مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی قائم کی تو اس کے بنیادی اغراض ومقاصد کے دفعہ ۹؍میں صراحت کیا کہ اس پارٹی کے مقاصد میں ''مادری (اردو) زبان اور رسم الخط کو ذریعہ تعلیم علوم وفنون قرار دیے جانے کی سعی کرنا، عدالتی اور دیگر محکموں میں اردو زبان ورسم الخط رائج کرانے کی سعی کرنا، سیاسی مسائل اور دیگر اہم امور کی اشاعت کے لیے اردو میں رسائل وکتب شائع کرنا'' بھی شامل ہے (نقیب ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ مطابق ۵؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی نے انتخاب میں حصہ لیا اور اس کے تیئس (۲۳) امیدوار میں بیس (۲۰) جیت گئے اور جب بعض وجوہ سے کانگریس نے بہار میں حکومت سازی سے انکار کر دیا تو مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی نے ۱۹۳۷ء میں حکومت بنائی گو یہ حکومت صرف ایک سو بیس (۱۲۰) دن چلی؛ لیکن اس درمیان اس حکومت نے جو کام کیے ان میں ایک بڑی خدمت سرکاری دفاتر میں کام کاج کے لیے اردو زبان کا استعمال تھا، بانی امارت شرعیہ کی مسلسل کوششوں کے نتیجہ میں پہلی بار اردو کا سرکاری کاموں کے لیے چلن ہوا، اس دور میں اردو عوامی زبان تھی اور اس وقت اس کو کسی خاص مذہب کی زبان نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ گاندھی اور موتی لال نہرو تک بھی اردو لکھتے بولتے تھے، آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کی شادی کا کارڈ اردو میں دیکھا ہوگا، اور گاندھی جی کے کئی خطوط اردو میں دستیاب ہیں، اس لیے عوام سے روزمرہ کے کام کاج میں اردو کے فروغ کی بات کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، البتہ سرکاری دفاتر کی یہ زبان نہیں تھی، بانی امارت شرعیہ نے اس کام کو اپنی پارٹی کے مختصر ترین دور حکومت میں کر دکھایا، اس کام میں مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کے جو حضرات دست وبازو بنے ان میں امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مولانا محمد عثمان غنیؒ، قاضی احمد حسینؒ، حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ، حافظ محمد ثانیؒ، مسٹر محمد یونس وغیرہ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں، یہ سب امارت شرعیہ کے فدائین تھے، ان کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے، اس لیے اردو کے حوالہ سے یہ خدمت انجام پاگئی۔ تاریخ امارت میں حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نے لکھا ہے۔

''صوبہ بہار کی عدالتی زبان ہندی تھی، جس کی وجہ سے اردو داں طبقہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، امارت شرعیہ کی مساعی سے صوبہ بہار کی عدالتی زبان میں اردو کو بھی جگہ مل گئی''۔

بہار میں اردو کے فروغ کے لئے جب بھی کوئی تحریک چلی یا چلائی گئی تو امارت شرعیہ کے لوگوں نے زمینی سطح پر اسے کامیاب کرنے کے لیے کام کیا، معاملہ بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان قرار دینے کا ہو یا اسکولوں میں اساتذہ کی بحالی کا، ہر موقع سے امارت شرعیہ نے حکومت وقت کی آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کی، اور اس اہم کام کو انجام دینے کے لئے دباؤ ڈالا، آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

نقیب کی پرانی فائل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف موقعوں سے یہاں شعری نشستیں ہوتی رہی ہیں اور امارت شرعیہ کے قائدین کی شرکت بھی اس میں ہوا کرتی تھی، موجودہ امیر شریعت کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور آج بھی اردو کے حوالہ سے کوئی پروگرام ہوتا ہے اور حضرت صاحب کو دعوت دی جاتی ہے تو وہ ترجیحی بنیاد پر اس میں شریک ہوتے ہیں اور اردو کی ترویج واشاعت اور فروغ کے حوالہ سے آپ کا پُر مغز خطاب ہوا کرتا ہے، اردو کے لیے جو عملی جدوجہد موجودہ امیر شریعت کرتے رہے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے شاہ عمران حسن لکھتے ہیں۔

''مولانا محمد ولی رحمانی کے اہم کاموں کی فہرست میں اردو زبان کا فروغ بھی شامل ہے، اس زبان کے تعلق سے وہ مختلف شکلوں میں اپنی کوشش کرتے نظر آتے ہیں، مولانا نے اردو کے فروغ کے لیے عملی طور پر بھی قدم اٹھایا، مثلاً رحمانی فاؤنڈیشن کے بینر تلے مونگیر شہر کے غیر اردو داں طلبہ وطالبات کو اردو زبان سکھانے کا ایک بہتر نمونہ عمل جاری کیا ہے، جو مسلسل جاری ہے، اس سلسلہ کی کڑی کے طور پر اردو املا کی درستگی کے لیے انہوں نے اپنے شاگرد مولانا رضاء الرحمان رحمانی (مونگیر) کے ذریعہ اپنی نگرانی میں ایک مختصر سا کتابچہ ''اردو صحیح لکھیے''، قلم بند کرایا۔'' (حیات ولی۔۱۴۴)

یوم اردو کے موقع سے دفتر امارت شرعیہ میں بھی مجلس کا انعقاد ہوتا ہے، اس سال بھی ایک شعری نشست کا انعقاد کیا گیا تھا، جس میں امارت شرعیہ کے علماء ادباء اور شعراء نے شرکت کی اور اپنے کلام سے سامعین کو مستفید اور محظوظ کیا۔

اردو میں کتابوں کی تصنیف وتالیف کا کام بھی امارت شرعیہ کے علماء کے ذریعہ بڑے پیمانے پر ہوا، ان میں سے کئی صاحب طرز ادیب ہوئے، امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کے بارے میں ڈاکٹر وقار الدین لطیفی نے لکھا ہے کہ ''اردو زبان وادب میں آپ کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا، آپ کی تحریروں کا گراں مایہ سرمایہ خطبوں، فتووں اور دینی وشرعی کتابچوں کی شکل میں موجود ہے، اس کے علاوہ سفرنامہ مصر وحجاز اور مکاتیب گیلانی کی زبان اور انداز تحریر بلا شبہ ادب اردو میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتا ہے۔ (سوانح حضرت امیر شریعت۔۸۷)

ڈاکٹر محمد طیب صاحب لکھتے ہیں:

''ان کی ادبی، دینی، تاریخی، ثقافتی، معاشرتی اور بین الاقوامی مسائل پر ان کے مضامین سے اردو ادب کا دامن وسیع ہوا ہے، اس کے علاوہ ان کے اسلوب میں سادگی کے باوجود رعنائی اور توانائی موجود ہے، ان کی نثر میں بعض فقرے اور بعض جملے ایسے بھی نظر آجاتے ہیں، جن کی آب وتاب کے سامنے ہیرے جواہر کی چمک ودمک بھی ماند ہے''۔ قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ بھی ہمیشہ اردو تحریک کے ساتھ رہے، انہوں نے دار القضاء کے فیصلے میں بھی ثقیل زبان کے استعمال سے اجتناب کیا اور بہت سارے فقہی اور عدالتی استعمال کے اصطلاحات کو سہل اور آسان بنانے کا کام کیا۔ امراء شریعت میں پانچ وہ ہیں، جن کی شاعری سے اہل علم واقف ہیں، چھٹے امیر شریعت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کا تو مجموعہ کلام باضابطہ چھپ بھی چکا ہے۔ امارت شرعیہ سے منسلک لوگوں کو بھی اس میں شامل کرلیں تو اردو کے دوسرے مراکز سے زیادہ ان حضرات کی تصنیف وتالیف کی تعداد ہوگی، جس میں علمی مواد بھی ہے، ادبی اسلوب بھی اور اردو کے فروغ کے لیے عملی جدوجہد بھی۔

امارت شرعیہ نے تحفظ اردو کے لیے جو مثالی جدوجہد کی ہے اس کا ذکر ایک مضمون میں اور وہ بھی نقیب کے ایک صفحہ میں ممکن نہیں، یہ تو پوری کتاب کا موضوع ہے، چنانچہ اس مضمون میں صرف اس حوالہ سے اشارے کیے گئے ہیں۔

اب ہفتہ ترغیب تعلیم اور تحفظ اردو (یکم فروری تا ۷؍فروری) کے ذریعہ امارت شرعیہ نے اپنی خدمات کو تسلسل بخشا ہے اور اردو کے عوامی استعمال کی گاؤں اور دیہات تک راہ ہموار کی ہے، اردو کے مسائل کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور سرکاری سطح سے جو کام اردو کے ہونے چاہیے اس کے لیے بھی برسر اقتدار لوگوں تک بات پہونچائی گئی، توقع ہے کہ اس کے بڑے مثبت اور مفید نتائج بر آمد ہوں گے۔

اردو کے فروغ کے لیے

''کچھ ہو یا نہ ہو حکومت سے اردو کے فروغ کے لیے اتنا تو آسانی سے ہو سکتا ہے کہ سی بی اس ای سے ملحق جتنی بھی تعلیم گاہیں ہیں، اردو بولنے والے علاقوں میں قائم ایسی تعلیم گاہوں میں اردو اساتذہ بحال کیے جائیں، خود سنٹرل اسکول، نو ودے ودیالیہ، سینک اسکول میں غیر مشروط طور پر اردو پڑھانے کا پختہ نظم کیا جائے اور ایچ آر ڈی کے وزیر اپنے اثرات استعمال کرتے ہوئے اردو بولنے والے صوبوں میں ہائی اسکول کی سطح تک ہر درجہ میں اردو تدریس کا انتظام صوبائی حکومتوں سے کرادیں، تو آنے والے دنوں میں پڑھے لکھے سماج میں اردو کی بنیاد مضبوط ہو جائے گی، اردو میں نصابی کتابوں کی اشاعت کا معاملہ بھی کسی قانونی پیچیدگی اور طویل دفتری مرحلوں سے گذارنے کا محتاج نہیں ہے، بڑی حد تک کتابیں موجود ہیں، بس ان کے چھاپنے اور پہونچانے کا نظم کرنا ہے۔''

(مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم۔ حیات ولی ۱۲۵)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

سلامتی کی دعا

اور جب تم کو سلام کیا جائے تو تم سلام کا جواب اس سے بہتر انداز میں دو، یا وہی لوٹا دو، بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (سورۃ النساء ۸۶)

وضاحت:۔ دنیا کی تمام قوموں میں ملاقات کے وقت خوشی اور محبت کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی لفظ یا فقرہ کہنے کا رواج ہے، ہمارے ملک کے برادران وطن جب آپس میں ملتے جلتے ہیں تو ایک دوسرے کو آداب یا نمسکار کہتے ہیں، مغربی ممالک کے لوگ Good Morning اور رات میں Good night کہتے ہیں، لیکن اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب وہ آپس میں ملیں تو السلام علیکم کہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر تکلیف ومصیبت سے نجات دے، جان ومال، آل واولاد حتی کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کی سلامتی عطا کرے، دوسرا شخص اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہے، اس سے آپس میں نہ صرف الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور تعلقات میں خوشگواری آتی ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہی ملت کے ایمانی فرزند ہیں، اس لئے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے جہاں بہت سے دینی شعائر کو فروغ دینے کی تلقین کی، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کو رواج دینے پر بھی زور دیا اور فرمایا کہ لوگو! باہم سلام پھیلاؤ کہ یہ باعث برکت ہے، اب اگر کوئی السلام علیکم کہے تو رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کا اضافہ کردینے سے اور بھی زیادہ ثواب ملے گا، چنانچہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دس نیکیاں ملیں، دوسرا آدمی آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بیس نیکیاں ملیں، تیسرا آدمی آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تیس نیکیاں ملیں (ترمذی شریف) یہ کلمات کی زیادتی صرف تین کلمات تک مسنون ہیں، کیونکہ سلام کا موقعہ مختصر کرنے کا مقتضی ہوتا ہے، اس میں زیادتی کرنا موقع ومحل کے خلاف ہے، اس میں شناسا اور انجان کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بڑے اور بچے کی بھی تمیز نہیں ہے، البتہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ چھوٹے بڑوں کو سلام کریں اور اس وقت تواضع وانکساری کا اظہار کرے، سلام کے بعد اظہار محبت کا دوسرا ذریعہ مصافحہ بھی ہے، اس سے سلام کے اغراض کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ معاہدہ بھی ہوتا ہے کہ میرے ہاتھ اور زبان سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہونچے گی، امام ابن عینیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ سلام کیا چیز ہے، سلام کرنے والا یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے مامون رہو، مگر افسوس یہ ہے کہ ہمارے سماج سے سلام ومصافحہ کا رواج کم ہوتا جارہا ہے، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو انتظار میں رہتے ہیں کہ وہ مجھے سلام کریں، اس بے اعتنائی کی وجہ سے فاصلے بڑھتے جارہے ہیں، اور اس کے فضائل وبرکات سے محروم ہورہے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں پہل کرتے تھے اس اسوۂ نبوی کو ہم بھی اختیار کریں اور معاشرہ میں سلام کو رواج دیں۔

غائبانہ دعاء جلد قبول ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک غائب کی دعا، دوسرے غائب کے لئے بہت جلد قبول ہوتی ہے (مادعوة اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب ، (هذا حديث غريب، رواه الترمذی)

مطلب:۔ دعاء ومناجات سے انسان کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور اللہ سے تقرب بھی حاصل ہوتا ہے، جو کہ عبودیت وبندگی کی انتہا ہے، بعض صوفیاء کرام نے لکھا کہ کچھ لوگ اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ ان کا کام جلدی کردو، ان کا ہاتھ اٹھانا مجھے اچھا نہیں لگتا، اس کا کام جلدی نمٹادو، کام ہوجائے گا تو ہاتھ اٹھانا بند کردے گا، مگر بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ اللہ سے ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام ذرا تاخیر سے کرنا، اس کا ہاتھ اٹھانا مجھے بہت اچھا لگتا ہے، جی چاہتا ہے کہ ہاتھ اٹھائے رکھے، اٹھائے رکھے، تمہیں تمہارے مالک کے یہاں سے ملے، نہ ملے اور کیوں نہ ملے؟ ضرور ملے گا، لیکن تمہارا ہاتھ اٹھانا اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے، کاش ہم ایسے بن جائیں کہ ہمارا ہاتھ اٹھانا اللہ کو محبوب بن جائے، ہاتھ کا اٹھنا اپنی حاجت وضرورت کے لئے ہوا جو یقیناً اللہ قبول فرمائیں گے، لیکن جب کوئی مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتا ہے، تو حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ وہ دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے ہاں وہ دعاء زیادہ مقبول ہے جو اخلاص نیت اور صدق دل سے کی جائے اور کسی آدمی کا دوسرے کے لئے غائبانہ طور پر خیر وبھلائی کی دعاء مانگنا صدق دل ہی کی بنیاد پر ہوتا ہے، کیونکہ اس میں کسی کا دکھاوا مقصود نہیں ہوتا اور نہ ہی مدعو کو خوش کرنا مطمح نظر ہوتا ہے، وہ تو جانتا ہی نہیں ہے کہ یہ آدمی میرے لئے خیر کی دعا مانگتا ہے، وہاں ریاکاری اور دکھاوے کا کوئی سبب نہیں ہوتا، اس سے ظاہر ہے کہ یہ آدمی دل کی تڑپ کے ساتھ اس آدمی کے لئے خیر پہونچانے کا طلبگار ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے خیر کی دعاء مانگتا ہے تو اس کمال اخلاص کی وجہ سے اللہ اس دعا کو جلدی قبول فرمالیتا ہے، اگرچہ روبرو دعا کرنا اچھا ہے، لیکن غائبانہ دعا جلد قبول ہوجاتی ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ غائبانہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ پہونچ جاتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے ''ولک مثل ذلک'' یعنی اللہ تیری دعا قبول کرے اور تجھے بھی وہی کچھ دے جو تو اپنے اس دینی بھائی کے لئے مانگ رہا ہے، اس لئے دعاؤں کا اہتمام کیجئے، اللہ سے اپنے لئے بھی مانگئے، اپنے والدین کے لئے، عزیز واقارب کے لئے، دوستوں اور ساتھیوں کے لئے اور پوری ملت کی صلاح وفلاح کے لئے، دعاء غائبانہ کا کثرت سے التزام کیجئے، اور امید رکھئے کہ اللہ تعالیٰ حالات کو بدلیں گے اور زندگی امن وسکون، ترقی وخوشحالی سے ہمکنار ہوگی، واللہ المستعان والیہ المجیب

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احکام الحق قاسمی)

ٹھنڈ کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنا:

بہت سے لوگ سردی کے موسم میں عشا اور فجر کی نماز گھر میں پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ ٹھنڈ اتنی نہیں ہوتی کہ باہر نکلنا مشکل اور دشوار ہو، خاص کر فجر کے وقت موسم ٹھیک رہتا ہے پھر بھی کاہلی اور سستی کی وجہ سے مسجد نہ جا کر گھر میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں، شرعا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

ٹھنڈ ناقابل برداشت ہو، گھر سے نکلنا مشکل اور دشوار ہو تو ایسی صورت میں گھر میں ہی نماز پڑھ لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، لقول اللہ عزوجل '' لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' (البقرہ:۲۸۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقع پر (ٹھنڈی یا بارش والی رات میں) موذن کے ذریعہ باضابطہ اعلان کرواتے کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں نماز ادا کرلیں۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يامر المؤذن اذا كانت ليلة ذات برد ومطر يقول ألا صلوا فى الرحال (صحيح البخارى ۱/۹۲، باب الرخصة فى المطر)

لیکن اگر ٹھنڈ اس درجہ کی نہ ہو تو محض کاہلی اور سستی کی وجہ سے مسجد نہ جانا بڑی بدنصیبی ہے، حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا صحابی تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ مجھے کوئی مسجد لے کر آنے والا نہیں ہے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ پاک میں درندے اور زہریلے جانور بھی ہیں کیا میں گھر میں نماز ادا کرسکتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو تو انہوں نے جواب دیا، ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تمہیں مسجد آنا ہوگا۔ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: اتى النبى صلى الله عليه وسلم رجل اعمىٰ، فقال يارسول الله (صلى الله عليه وسلم) انه ليس لى قائد يقودنى الى المسجد، فسال النبى صلى الله عليه وسلم ان يرخص له فيصلى فى بيته فرخص له فلما ولى دعاه، فقال هل تسمع النداء بالصلوة؟ فقال نعم قال فأجب (صحیح لمسلم ج۱/۲۳۲)

لہذا اگر ٹھنڈ قابل برداشت ہو تو مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے، سردی کا بہانا بنا کر محض کاہلی اور سستی کی وجہ سے مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور نبی کی سنت کو چھوڑنے کا معمول بنالینا باعث ضلالت وگمراہی ہے۔

عن عبدالله قال من سره ان يلقى الله تعالىٰ غدا مسلما فليحافظ على هولاء الصلوات حين ينادى بهن فان الله شرع لنبيكم سنن الهدى وانهن من سنن الهدى ولوانكم صليتم فى بيوتكم كمايصلى هذا المتخلف فى بيته لتركتم سنة نبيكم، ولوتركتم سنة نبيكم لضللتم (صحيح لمسلم ج ۱/۲۳۲)

رکعتوں کی تعداد میں شک ہوجائے:

اگر نماز میں رکعتوں کی تعداد میں شک ہوجائے کہ تین پڑھی یا چار تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

رکعت کی تعداد میں اگر شک پہلی مرتبہ پیش آئے تو نماز توڑ کر پھر سے پڑھیں اور اگر یہ شک بار بار آتا رہتا ہے تو تحری کرلیا کریں یعنی ذہن پر زور ڈال کر جس پر غالب گمان ہو اسی پر عمل کریں اور اگر کسی ایک جانب رجحان اور غالب گمان نہ ہو تو ایسی صورت میں اقل (کم تعداد) کا اعتبار کریں، یعنی تیسری اور چوتھی رکعت میں شک ہو تو تیسری مان کر ایک رکعت اور پڑھ لیں لیکن تیسری پر بھی قعدہ کرلیں، تاکہ بالفرض اگر وہ چوتھی رکعت ہو تو قعدہ اخیرہ نہ فوت ہونے پائے، بہر صورت اخیر میں سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرلیں۔

واذاشک احدکم فی صلاته فليتحرى الصواب فليتم عليه ثم يسلم ثم يسجدسجدتين (صحيح البخارى باب التوجه نحوالقبلة حيث كان رقم ۴۰۱)، صحيح لمسلم، ۱/۲۱۱. فتاوىٰ هنديه ۱/۱۳۰) فقط. واللہ اعلم

مسجد میں فوم پر نماز پڑھنا:

جاڑے کے موسم میں عام طور پر مسجدوں میں فوم (Hit.Lon) بچھایا جاتا ہے تاکہ نیچے سے ٹھنڈ کا احساس نہ ہو، سوال یہ ہے کہ مسجد میں فوم بچھانا اور اس پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر فوم کی موٹائی اتنی ہو کہ اس پر سجدہ کرنے سے پیشانی اندر کو دبتی چلی جائے، کوئی سختی محسوس نہ ہو تو ایسی صورت میں اس پر سجدہ اور نماز درست نہیں ہے، لہذا اس کو مسجد میں بچھانا بھی صحیح نہیں، اور اگر فوم اتنا موٹا ہو کہ اس پر سجدہ کرنے سے پیشانی ٹک جائے اور سختی محسوس ہو تو اس پر سجدہ اور نماز درست ہے اور اس کا مسجد میں بچھانا بھی صحیح ہے، عام طور پر مسجدوں میں اسی دوسری قسم کا فوم بچھایا جاتا ہے، اس لئے اس پر نماز پڑھنے میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے۔

اذا القى فى المسجد حشيش كثير فسجد عليه، ان وجد حجمة يجوز والافلا، واذا صلى على التبن والقطن المحلوج وسجدعليه ان استقرت جبهته وانفه على ذالک ووجدالحجم يجوز وان لم تستقر جبهته لايجوز (الفتاوىٰ التاتارخانيه ۲/۱۷۸)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 06 مورخہ ۲۵/جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۸/فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار

ترغیب تعلیم وتحفظ اردو مہم

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے حکم وہدایت پر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے ''ہفتہ ترغیب تعلیم اور تحفظ اردو'' کے نام سے یکم فروری تا ۷/فروری ۲۰۲۱ء ان دونوں امور پر عوامی بیداری لانے کی غرض سے ایک مہم چلائی، یہ پہلا مرحلہ تھا جس میں بہار کے اضلاع میں خصوصی مشاورتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا، جس میں بلاک اور پنچایت سطح کے امارت شرعیہ کے نقباء، نائبین نقباء، تنظیم امارت کے ضلعی اور بلاک سطح کے ذمہ داران، ائمہ مساجد، اساتذہ، علماء اور دانشوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی، ہر ضلع میں بے پناہ جوش وخروش دیکھا گیا، سخت سردی کے باوجود لوگوں نے اس مہم میں حصہ لیا، پروگرام کے بعد اس مہم کو جاری رکھنے اور گاؤں گاؤں میں بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب، عصری علوم کے اسکول، پیشہ وارانہ تعلیم میں آگے بڑھانے کے لیے کوچنگ کے قیام اور اردو کے تحفظ کے لیے زمینی سطح پر جدوجہد کے لیے کمیٹی بنائی گئی، انہیں ایک ہدف دیا گیا کہ وہ اس سمت میں اپنی کارگذاری کی اطلاع مرکزی دفتر کو فراہم کرائیں، کام میں کسی قسم کی دشواری ہو تو بھی دفتر امارت شرعیہ سے رابطہ کیا جائے، تاکہ دشواری دور کرنے کے لیے مناسب اور مؤثر اقدام کیا جا سکے۔

بہار کے بعد جھارکھنڈ اور اڈیشہ میں بھی اس تحریک کو شروع کیا جائے گا، بلکہ جھارکھنڈ کے بعض اضلاع میں اسے شروع کیا جاچکا ہے، اس مہم کو کامیاب کرنے کے لیے ہر طبقہ کے لوگوں کو آگے آنے کی ضرورت ہے، کام بڑا ہے، دائرہ وسیع ہے، اور ضرورت شدید ہے، ایسے میں ہماری سستی اور کاہلی سے نئی نسل کا دینی، تعلیمی، معاشی اور تہذیبی مستقبل کے برباد ہونے کا خطرہ ہے، اس بربادی سے بچنے کا واحد راستہ بنیادی دینی تعلیم اور عصری علوم کا فروغ ہے، ہمارا مذہبی اور تہذیبی ورثہ اردو میں بڑی حد تک منتقل ہو چکا ہے، اس لیے ہمیں اس کی حفاظت کے لیے بھی کمر بستہ ہونا ہوگا، زبانیں حکومتی سہولتوں سے نہیں، بولنے، پڑھنے سے محفوظ رہتی ہیں، حکومتی سہولت کی وجہ سے تیزی سے فروغ ہوتا ہے، لیکن زندگی اسے گھروں میں بولنے پڑھنے ہی سے ملا کرتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو اردو پڑھائیں، خط وکتابت کو اردو میں رواج دیں، دوکانوں کے بورڈ اور مکانوں کے اوپر نام کی تختیاں اردو میں لگائیں تاکہ اردو بازار میں بھی نظر آئے اور حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی اس ہدایت پر عمل کریں کہ ''اردو کو زندہ رکھنے اور ترقی دینے کے لیے اردو پڑھیں، کتاب اور اخبار خریدیں، بچوں کو اردو داں بنائیں یہ ہر والدین کی ذمہ داری ہے۔''

عام بجٹ

یکم فروری کو وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے ۲۲-۲۰۲۱ء کا عام بجٹ ۸۳-۳۴/لاکھ کروڑ روپے کا ڈیجیٹل (کاغذی دستاویز کے بغیر) پیش کیا، ایک گھنٹہ پچاس منٹ تک انہوں نے اپنی بجٹ تقریر ٹیبلیٹ کی مدد سے پڑھ کر سنایا، ارکان پارلیمان کو بھی بجٹ تقریر کی ڈیجیٹل کاپی فراہم کرائی گئی، بجٹ کے منصوبوں پر کورونا کے اعصاب شکن اور معاشی کساد بازاری کے اثرات نمایاں نظر آئے، سرحدوں پر ہو رہی دخل اندازی کو ملحوظ رکھتے ہوئے دفاعی بجٹ میں ڈیڑھ فی صد کا معمولی اضافہ کیا گیا، جس کی رقم پچیس ہزار کروڑ ہے، جبکہ اقلیتی امور کے بجٹ میں دوسو انتیس کروڑ کی تخفیف کر دی گئی ہے، گذشتہ سال اقلیتی بجٹ ۵۰۲۹ کروڑ کا تھا، جب کہ اس بار یہ رقم ۲۲-۲۰۲۱ کے لیے اڑتالیس سودس کروڑ روپے رکھی گئی ہے، کسانوں کو زیادہ قرض فراہم کرنے کی تجویز رکھ کر کسانوں اور کئی ریاستوں میں ہونے والے انتخاب میں رائے دہندگان کو مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے؛ لیکن صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں متوسط اور غریب طبقوں کے لیے کچھ نہیں ہے، البتہ کسی طبقہ پر کوئی اضافی ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے، صحت اور بنیادی ڈھانچے پر تھوڑی توجہ ضرور مرکوز کی گئی ہے، اور محکمہ صحت کا بجٹ ۱۳۷/فی صد بڑھا دیا گیا ہے، گذشتہ سال محکمہ صحت کے لیے چورانوے ہزار کروڑ روپے مختص کیے گئے تھے، جبکہ اس بار یہ رقم ۲۳-۲/لاکھ کروڑ کر دی گئی ہے، جس میں پینتیس ہزار کروڑ کورونا ویکسین پر خرچ کی جائے گی؛ اس بجٹ کے نتیجہ میں موبائل، بیٹری، اے سی، فریج، گاڑیاں، زیورات، چمڑے کی مصنوعات، ایل ای ڈی لائٹس، سولر، انویٹر، دھاگے، کیبل، ڈیزل اور پٹرول مہنگے ہوں گے، جبکہ سونا، چاندی، پلیٹینم کے زیورات، اسٹیل کے برتن، سونے چاندی کے سکے، تانبے کے سامان اور مویشیوں کے چارہ کے سستے ہونے کے امکانات ہیں، مویشیوں کے چارے کو چھوڑ کر سب کا فائدہ مالداروں کو ہی پہونچے گا، عام لوگوں کی سوچ تھی کہ انکم ٹیکس کے سلیب میں تخفیف ہوگی اور کورونا کی وجہ سے کچھ راحت ملے گی لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا، پچھہتر برس کی عمر کے شہریوں کو انکم ٹیکس ریٹرن بھرنے سے چھوٹ دی گئی ہے، جن کی آمدنی صرف پینشن اور بینک کے سود سے ہوتی ہو۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن کے بقول یہ بجٹ بنیادی ڈھانچے کو مضبوط کرنے اور روزگار کے مواقع بڑھانے والا ہے، اس سے معاشی نظام کو استحکام ملے گا اور وہ پٹری پر لوٹے گی، وزیر اعظم مودی کی رائے ہے کہ یہ بجٹ سرمایہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ صحت اور سہولتیں بڑھانے والا ہے، بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے بھی مرکزی بجٹ کو متوازن اور قابل ستائش قرار دیا ہے، جبکہ حزب مخالف کی نظر میں یہ بجٹ سرمایہ داروں کے حسب حال ہے، کانگریس کے سابق صدر راہل گاندھی اور سابق وزیر خزانہ پی چدمبرم نے اس بجٹ کو سب کچھ فروخت کرنے اور ملک کی دولت کو سرمایہ دار دوستوں میں بانٹنے کا ذریعہ قرار دیا، بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی کا کہنا ہے کہ بجٹ سے نجکاری کو فروغ ملے گا، حزب مخالف کے ان خیالات کو تقویت اس بات سے ملتی ہے کہ وزیر خزانہ سیتارمن کی بجٹ تقریر آگے بڑھنے کے ساتھ سنسکس میں بھی اچھال آتا گیا، اور شام کو حصص (شیئر) بازار بند ہونے کے وقت سنسکس کا یہ اُچھال چوبیس سال کے رکارڈ توڑ چکا تھا، اس کے قبل ۱۹۹۷ء میں چھ فی صد اچھال آیا تھا، اس بار یہ اچھال پانچ فی صد درج کیا گیا، اس کا مطلب ہے کہ سرمایہ داروں اور سرمایہ کاری کرنے والے کے لیے یہ ایک اچھا بجٹ ثابت ہوا ہے، خود کفیل ہندوستان بنانے کے لیے وزیر خزانہ نے ان تمام چیزوں کی برآمدگی مہنگی کر دی ہے، جو ملک میں بنائی جاسکتی ہیں، بجٹ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ جن ریاستوں میں انتخاب ہونے ہیں، یعنی مغربی بنگال، کیرل، آسام اور تامل ناڈو، وہاں کے لیے بجٹ میں دلکش پروجیکٹ اور منصوبوں کا اعلان کیا گیا ہے، تاکہ رائے دہندگان کو بی جے پی کی طرف مائل کیا جاسکے، اس بجٹ سے نوجوانوں کو بڑی مایوسی ہاتھ لگی ہے، کیوں کہ کورونا دور میں بے روزگار ہونے والے یہ نوجوان مرکزی حکومت سے پر امید تھے کہ وہ بے روزگاری دور کرنے کے لیے کوئی منصوبہ لائے گی، لیکن پی ایم مودی کے دو کروڑ نوجوانوں کو سالانہ روزگار دینے کے وعدے کا نہ تو اس بجٹ میں کوئی ذکر ہے اور نہ ہی اس مصیبت سے ان کے باہر آنے کے لیے کوئی گائیڈ لائن۔ بجٹ کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہار کے لیے بھی کوئی خاص چیز نہیں ہے، البتہ ۲۶/ پرائیوٹ اور ۲۸/کلون ٹرین چلانے کے ساتھ ساتھ دس پسنجر ٹرینوں کو اپ گریڈ کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ سیتارمن کی یہ تیسری بجٹ تقریر تھی جو گذشتہ دو تقریروں کی بہ نسبت مختصر تھی، ۲۰۱۹ء میں انہوں نے دو گھنٹہ پندرہ منٹ ۲۰۲۰ء میں دو گھنٹے بیالیس منٹ اور ۲۰۲۱ء کی موجودہ بجٹ تقریر صرف ایک گھنٹہ پچاس منٹ کی تھی، انہوں نے اپنی تقریر میں سولہ بار ''کورونا''، پچیس بار ''سواستھ'' یعنی صحت، گیارہ بار ''کسان''، بارہ بار، ''کرشی'' زراعت، اڑتالیس بار ''ٹیکس'' اور تیرہ بار ''نویش'' لفظ کا استعمال کیا، چوں کہ بی جے پی کے سر پر ابھی مغربی بنگال انتخاب اور ممتا بنرجی سوار ہے، اس لیے وہ بنگالی کی لال پار کی ساڑی پہن کر پارلیامنٹ وقت سے کچھ پہلے ہی پہونچ گئیں، پوری تقریر میں بی جے پی کے ارکان نے نوے بار میزیں تھپتھپا کر بجٹ کا استقبال کیا اور حزب مخالف بار بار شور وغل کرتے رہے۔

میانمار میں فوجی بغاوت

ہندوستان کے پڑوسی ملک میانمار میں ایک دہائی کے بعد آنگ سان سوچی کی نومبر ۲۰۲۰ء میں بھاری اکثریت سے قائم حکومت کا تختہ فوج نے پلٹ دیا ہے، آنگ سان سوچی اور ان کی پارٹی کے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا ہے، ان کی پارٹی نیشنل لیگ آف ڈیموکریسی نے حالیہ انتخاب میں اسی فی صدی سے زیادہ نشستوں پر قبضہ کر لیا تھا اور سوموار کو وہاں کی پارلیمان کا پہلا اجلاس ہونا تھا، فوج نے تختہ پلٹنے کا سبب انتخاب میں ہوئی دھاندھلی کو قرار دیا ہے اور ایک سال کے لیے ملک میں ایمرجنسی (ہنگامی حالت) کا اعلان کر دیا ہے۔

میانمار ۱۹۴۸ء میں برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی، لیکن آزادی کے اعلان سے چند ماہ قبل ہی میانمار کی آزادی کی قیادت کرنے والے آنگ سان کو قتل کر دیا گیا تھا، پچاس سال فوج کی تاناشاہی حکومت رہی ۲۰۱۱ء میں یہاں جمہوریت بحال ہوئی تھی، ۱۹۶۲ء میں جنرل ''نے وین'' نے حکومت کا تختہ پلٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا تھا، ۲۰۱۱ء میں جمہوریت کی بحالی کے بعد بھی فوج حکومت پر اثر انداز ہوتی رہی، اس نے پچیس فی صد سیٹیں اپنے لیے مختص کر لیں اور جمہوری حکومت کے قیام کے لیے جو سمجھوتہ کیا گیا اس میں ایسی شق رکھی کہ آنگ سان سوچی ملک کی صدر نہیں بن سکتیں، یہی وجہ ہے کہ اکثریت ہونے کے باوجود ان کا عہدہ اسٹیٹ کونسلر کا ہے، صدر کا نہیں، ملک کے صدر تختہ پلٹ سے پہلے ''ون منٹ'' تھے، آنگ سان سوچی پہلے بھی پندرہ سالوں تک جمہوری حکومت کے قیام کے لیے ملک میں ہی نظر بند رہ چکی ہیں، ان کی اس جدوجہد کے لیے انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا تھا، بعد میں روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام پر ان کی خاموشی کو لے کر ایوارڈ واپس لینے کی بات ہوئی اور پوری دنیا میں اس نسل کشی کے لیے ان کی مذمت کی گئی، لیکن انہوں نے اپنی چپی نہیں توڑی، انہیں ڈر تھا کہ اگر انہوں نے اس کے خلاف کچھ کہا تو فوج پھر تختہ پلٹ دے گی، بالآخر مسلمانوں کا خون رنگ لایا، روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر کیے گئے تشدد پر مجرمانہ خاموشی نے آنگ سانگ سوچی کو پھر قیدی بنا دیا، حکومت بھی گئی اور قید وبند کی صعوبتیں اس پر مستزاد، خدا معلوم آنگ سان سوچی مکافات عمل کی قائل ہیں یا نہیں، انہیں سمجھنا چاہیے کہ مظلوموں کا خون رائیگاں نہیں جاتا، اور ''جس کرنی تس بھوگ'' کے فارمولے پر آنگ سان سوچی کو بھی انہیں مراحل سے گذرنا ہوگا، جن پر وہ خاموش رہا کرتی تھیں، اور کیا بعید کہ ان کے اقتدار کا غروب سورج پھر پلٹ کر نہ آئے۔ منتخب جمہوری حکومت پر فوج کے ذریعہ شب خوں مارنے پر کئی ملکوں نے وہاں کے فوجی سربراہ ''من آنگ ہلنگ'' کی سخت مذمت کی ہے اور حکومت کی بحالی کا مطالبہ کیا ہے، ان ملکوں میں بھارت، برطانیہ، آسٹریلیا، امریکہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اقوام متحدہ نے اس صورت حال پر غور کرنے کے لیے سلامتی کونسل خصوصی میٹنگ بلائی ہے، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

پوکسو (Pocso) کی نئی تشریح

۲۰۱۲ء میں پوکسو ایکٹ بنا تھا، اپریل ۲۰۱۸ء میں حکومت نے اس پر نظر ثانی کیا، ۲۰۲۰ء میں اسے مؤثر بنانے کے لیے ضروری ترمیم اور اضافہ کیا گیا یہ قانون نابالغ بچوں کے جنسی استحصال اور ہراسانی روکنے کے لیے بنایا گیا تھا، پوکسو کا مطلب ہے (The protection of children from sexul offences act)

معاملہ ۲۰۱۶ء کا ہے، ۳۹/سالہ ستیش بندو نے ایک نابالغ لڑکی کے ساتھ جنسی ہراسانی کی، مقامی عدالت نے اس شخص کو پوکسو کے تحت سزا سنائی اور وہ قید میں ڈال دیا گیا، اپیل ممبئی ہائی کورٹ کے ناگپور بینچ پہونچی، وہاں اس مقدمہ کی سماعت ''پشپاوی گنے ڈی والا'' کی سنگل بینچ میں ہوئی، ۱۹/جنوری ۲۰۲۱ء کو جج نے مجرم کو بری کرنے کا حکم دیا اور اس ایکٹ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مجرم نے چوں کہ جنسی ہراسانی کا یہ کام کپڑے کے اوپر سے کیا ہے، اس لیے اس ایکٹ کے تحت اسے سزا نہیں دی جاسکتی، عدالت نے مجرم کو بری کرنے کا حکم دے دیا، اس تشریح کے جو مفاسد ہیں اس کا سمجھنا عام آدمی کے لیے بھی دشوار نہیں ہے، اگر کپڑے کے اوپر سے ہراسانی کو جرم نہ مانا جائے تو فحاشی کے کتنے راستے کھلیں گے اسے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے، اس مقدمہ کے حوالہ سے اچھی خبر یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے ممبئی ہائی کورٹ کے اس فیصلے پر روک لگا دی ہے اور دوبارہ سنوائی کی ہدایت کی ہے، اللہ کرے اس قانون کی حقیقت تک سپریم کورٹ پہونچے؛ تاکہ اس قسم کی دست درازیوں کا خاتمہ ہوسکے۔

یادوں کے چراغ

علامہ محمد حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ - ایک باکمال استاذ

مولانا بدر الحسن قاسمی (کویت)

وہ اساتذہ جن سے پڑھ کر اور ان سے شرف تلمذ حاصل کر کے آدمی فخر محسوس کرے اور شاگردی کی نسبت کا برملا اظہار کر سکے کم ہی میسر آتے ہیں گو کہ جس سے بھی دو حرف سیکھے احترام تو ساری زندگی کیلئے اس کا لازم ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد حسین بہاری یا علامہ بہاری کا دار العلوم کے ان مایہ ناز اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جو تفسیر وحدیث کی کتابوں کے ساتھ فنون اور معقولات کی اعلی درجہ کی کتابیں شمس بازغہ اور قاضی مبارک، اور حمد اللہ وغیرہ بھی آسانی سے پڑھا سکتے ہوں، انہوں نے تقریباً ۴۸/سال تک دار العلوم میں تمام علوم وفنون کی کتابیں پڑھائی ہیں۔

دار العلوم دیوبند سے پہلے انہوں نے دھلی، راندیر اور دوسری جگہوں پر بھی تدریس کا کام کیا ہے۔ میں جس سال دورہ حدیث میں تھا اس سال انہوں نے سنن نسائی کا درس دیا تھا اور خوب تحقیق کے ساتھ دیا تھا، مسائل کی تحقیق دلائل کی تنقیح اور فقہاء کے اختلافات کا بیان اچھے انداز سے اور ترتیب کے ساتھ کیا کرتے تھے، چنانچہ طلبہ ان کے درس سے مطمئن رہتے اور انہیں کامیاب استاذ سمجھتے تھے اور ''علامہ بہاری'' اور ''فخر بہار'' وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے تھے۔

زبان میں خطیبانہ آہنگ نہ ہونے کے باوجود مسائل اور دلائل کے بیان میں ترتیب بڑی شاندار ہوا کرتی تھی؛ جس سے سمجھنے میں آسانی اور یاد رکھنے میں سہولت ہوتی تھی، مجھے تجسس ہوا کہ مولانا خود ہی کہا کرتے تھے کہ پڑھنے کے زمانہ میں کند ذھن تھا اور گھریلو حالات بھی اچھے نہیں تھے، اس لئے محنت زیادہ کرنی پڑتی تھی اور دعاء اور اللہ تعالی سے رجوع کی بھی ضرورت پڑتی تھی۔ پھر ان کی کامیابی کا راز کیا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ بہت سے ذہین اور تیز دماغ والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور محنت کرنے والے ان پر سبقت لے جاتے ہیں، اسی طرح تدریس کی کامیابی کا راز مطالعہ کی پابندی اور بغیر مطالعہ درسگاہ میں نہ جانے کا اہتمام بھی ان کا امتیازی وصف تھا، ان کے کلام میں باہمی ربط اور تدریس کے دوران بیان میں ترتیب کا ایک راز یہ بھی میں نے دریافت کیا کہ محض کتاب کی معروف شروح کے علاوہ وہ نامور فلسفی ومشہور فقیہ علامہ ابن رشد کی کتاب ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد'' بھی خاص طور پر اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے، جس کی خوبی مذاہب ودلائل کے بیان میں اس کی منطقی ترتیب ہی ہے۔ ابن رشد الحفید بنیادی طور پر تو عظیم فلسفی ہی ہیں جن کو ارسطو کی صحیح ترجمانی میں محققین ابن سینا پر ترجیح دیتے ہیں، علامہ انور شاہ صاحبؒ نے تو کئی جگہ اسکا اظہار بھی فرمایا ہے، البتہ ان کے دادا ابن رشد الجد یقیناً مالکی مذہب میں رسوخ رکھنے والے فقیہ تھے، بدایۃ المجتہد انہوں نے جس طرح بھی تصنیف کی ہو ان کے حسن ترتیب کا کوئی جواب نہیں ہے۔

مولانا بہاری صاحب اپنے مطالعہ میں علامہ انور شاہ کشمیری صاحبکی کی ''فیض الباری'' بھی برابر رکھتے تھے جو امالی ہونے اور شاہ صاحب کے تمام علوم کا مکمل عکس نہ ہونے کے باوجود بڑی عقل کشا کتاب ہے، اور مسائل کی تہہ تک پہنچانے میں بے حد معاون ہے، اور بہت سے ایسے علمی نکات پر مشتمل ہے جو کہیں اور نہیں مل سکتے۔

دار العلوم میں میری رہائش مولانا کے پڑوس میں تھی، اس لئے بے تکلفی بڑھ گئی تھی، پھر عصر کی نماز کے بعد مولانا بہاری صاحب، مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی صاحب، اور حکیم عزیز الرحمٰن صاحب کی مثلث کے ساتھ میری نشست وبرخاست نے اور بھی مجھے چھوٹے ہونے کے ناطے جری بنا دیا تھا۔

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

مولانا پرانے زمانہ کی یادگار اور مفتی ظفیر الدین صاحب نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو، مجلس سے ہم آہنگ، کتابوں پر کتابیں تصنیف کرنے کے خوگر، ماضی میں مولانا مناظر احسن گیلانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی سبھوں سے راہ ورسم رکھنے والے۔ پھر دونوں ہی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کے شاگرد اور ان کے بے حد معتقد بھی تھے۔

حکیم عزیز الرحمٰن اعظمی صاحب کا تنقیدی مزاج تھا، اشعار لطیفوں داستانوں اور حکایتوں کے باشاہ تھے، خودکوالہ آباد کی خانقاہ کی زندہ کرامت سمجھنے والے ایسا لگتا تھا ''امیر الروایات'' کی طرح ایک ''عزیز الروایات'' کا پورا مواد گویا ان کے دماغ میں ہو۔ لطیفے قصے اور مزاح سے قہقہوں تک معاملہ پہنچتا، اور مجلس زعفران زار بن جاتی تھی، اور میں اپنی کم عمری کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا کبھی مخالفت کرتا اور کبھی مولانا بہاری صاحب کے حق میں دلائل فراہم کرتا، ان کی شفقت اور جھڑکی دونوں میں لطف محسوس ہوتا۔ مولانا بہاری صاحب نے بخاری شریف شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ سے پڑھی تھی اور بیعت بھی انہیں سے کی تھی، اس لئے ان کی محبت سے سرشار ہونا طبعی بات ہے۔ لیکن دار العلوم میں روز روز کے ہنگاموں سے بددل ہونا بھی طبعی تھا، چنانچہ دار العلوم کو بام عروج تک پہنچانے والے دار العلوم کو دار العلوم بنانے والے مسلک کے علمی وعملی ترجمان حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی مظلومیت کے بارے میں ہم سبھوں کے خیالات یکساں تھے، اور ان کے خلاف شاطرانہ کرتب بازیوں کو سخت مضر سمجھتے تھے جو وہاں ایک حلقہ کی طرف سے کی جا رہی تھیں۔

حضرت مولانا محمد حسین بہاری اپنے طرز کے باکمال استاذ تھے، ان میں بعض وہ خصوصیات پائی جاتی تھیں جو دار العلوم کے پچھلے عہد کے جامع معقول ومنقول اساتذہ مولانا عبد الحق نافع گل، مولانا رسول خاں، اور علامہ ابراہیم بلیاوی وغیرہ میں پائی جاتی تھیں کہ ہر فن کی کتابیں پڑھانے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے تھے اور پڑھانے کا حق ادا کرتے تھے۔ صف اول میں ہمیشہ ہر نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا بھی ان کا امتیازی وصف تھا۔ درس میں طالب علم کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کرنا اور کسی علمی شبہ یا اعتراض پر کبھی ناراض نہ ہونا۔ اگر کبھی غلطی یا بھول چوک ہو جائے تو اس کا برملا اعتراف کرنا اور مسئلہ کی اگلے دن وضاحت کر دینا یہ اخلاص اور علمی امانت کی علامت اور اچھے مدرس کی خصوصیات ہیں، یہ بے مثال مدرس اور علامہ وقت ۱۲/جنوری ۱۹۹۲ء کو طویل اور پر مشقت زندگی کے بعد رب کائنات کی آغوش رحمت میں چلا گیا، اللہ تعالی انہیں فردوس بریں میں جگہ دے، امید ہے اس مژدہ جاں فزا سے وہ بھی بہرہ ور ہوئے ہوں گے (یا أیتھا النفس المطمئنة ارجعی إلی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی)۔

استاد گرامی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نے متعدد اساتذہ دار العلوم کے بارے میں ایک ایک ظریفانہ شعر کہا تھا مولانا محمد حسین بہاری کے بارے میں شعر تھا:

در بغل دارد بہاری صد بہار بیخزاں
از سجستانی ستاند فقہ شاہ انس وجاں

کتابوں کی دنیا

ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حرف تازہ

حرف تازہ محمد ابو اظہر (ولادت ۱۵/جنوری ۱۹۴۵ء) بن محمد ابو نصر بن عبد الوہاب بن نبی بخش مختار، قلمی نام اظہر نیر ساکن برہولیا کنسی سمری دربھنگہ کی قافیہ ردیف سے بے نیاز آزاد نظموں کا مجموعہ ہے، ان کی پابند شاعری کے نمونے ہمیں ان کی غزلوں کے مجموعے ''سائے ببول کے'' اور شعری مجموعہ ''سائے سائے دھوپ'' میں دیکھنے کو ملتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کو پابند اور آزاد نظموں غزلوں پر قدرت دے رکھی ہے، آزاد نظمیں وہ قافیہ ردیف کے تنگ اور بحر سے بے پرواہ ہونے کے لیے نہیں کہتے بلکہ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ آزاد نظموں کا کینوس بڑا ہے اور کچھ زیادہ کھل کر بات رکھی جا سکتی ہے، اس لیے وہ آزاد نظمیں بھی کہتے ہیں، نظموں کے ساتھ حرف تازہ میں مختلف اصناف شعری ہائیکو ماہیا، آزاد غزل، تیر بینی، سہرا وغیرہ بھی شامل ہے، سہرا آزاد کہنے کی روایت نہیں رہی ہے، اس لیے اظہر نیر نے روایت سے بغاوت کا حوصلہ نہیں دکھایا ہے، چنانچہ وہ مختلف عنوانات کے تحت حسب موقع سے کہے گئے اس کی صراحت کے ساتھ موجود ہیں اور سب کے سب پابند شاعری کا نمونہ ہیں، اظہر نیر افسانے بھی لکھا کرتے ہیں، سوکھے پیڑ ان کے افسانوں کا مجموعہ ہے، جب کہ ترسیل عکس میں مختلف ادباء وشعراء سے ادبی انٹرویو شامل کتاب ہے، اظہر نیر شخصیت اور خدمات کے نام سے ان پر کتاب بھی آ چکی ہے، جسے ڈاکٹر سید محمد احتشام الدین نے مرتب کیا ہے، مختلف شعراء ادباء کے ذریعہ مرتب پینتیس کتابوں میں ان کی شاعری کے حوالے درج ہیں، جو ان کے فکر وفن کی مقبولیت کی دلیل ہے، بتیس مشہور ومعروف قلم کاروں نے ان کے فکر وفن کا جائزہ لیا ہے، اور فن کی کسوٹی پر پرکھ کر ان کی ادبی مقام کی تعیین تعریف وتحسین کے ساتھ کی ہے۔

حرف تازہ کی نظموں میں جدیدیت، مابعد جدیدیت کا حسین سنگم نظر آتا ہے، وہ علامتوں کو اپنے اشعار میں برتتے ہیں، لیکن اسے معمہ اور چیستاں نہیں بننے دیتے، وہ نظموں کا عنوان بھی علامتی رکھتے ہیں، لیکن اسے مبہم اور غیر واضح بنانے سے پرہیز کرتے ہیں، حرف تازہ میں ان کی نظموں کے جو عناوین ہیں، ان میں یاد ماضی، عورت، حویلی، ہوس، دولت کی منسوب، کانٹے دار بیر، ضمیر کی آواز، ہوا، سرحدیں، ماضی، امانت، کینوس، درد پیہم، تلاش، ماضی کے اوراق، چہرا، آئینہ وغیرہ ہماری توجہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔

حرف تازہ کی نظموں کے بارے میں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے، جیسا کہ میں نے اوپر بھی لکھا ہے کہ یہ قافیہ ردیف سے آزاد ہیں، لیکن اوزان سے الگ نہیں ہیں، چنانچہ نظم نفرت کی تعظیم کریں تو معلوم ہوگا کہ بحر متدارک کے سالم رکن فاعلن سے ہے، بعض مصرعوں میں یہی رکن زحاف کے ساتھ مذکور ہے، نظم ''کتبے کے پتھر'' کے سارے ارکان بحر متقارب کے ہیں، بعض مصرعوں میں اسی بحر میں اثلم یا اخرم موجود ہے۔ اس طرح ان کی دوسری نظموں کے بارے میں بھی بات کی جا سکتی ہے، لیکن اس تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

حرف تازہ کی نظموں کے بارے میں مجموعی طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ان کی نظموں میں اظہار کا لہجہ نیا ہے، یہ نیاپن نئی اصطلاحات اور نئے استعارات کی وجہ سے آیا ہے، یہ اصطلاحات اور استعارے ان کے اشعار کو معنوی وسعت بخشتے ہیں۔

یہ کتاب صفحہ دو سو تیرہ پر ختم ہو جاتی ہے، دو سو چودہ سے دو سو چوبیس صفحات تک سوانحی کوائف اور کئی لوگوں کے تنقیدی اور تعارفی مضامین ہیں، کتاب کے انتساب پانچ شعراء ادباء کے نام ہے، جن میں حسن امام درد، مجاز نوری، نسیم آزر، شاہد کلیم، شیریں سحر کے نام مذکور ہیں، حرف آغاز مصنف کا ہے، جب کہ علامہ نادم بلخی، سید سجاد، بخاری انور آفاقی، ڈاکٹر احسان عالم اور ڈاکٹر منصور خوشتر نے اظہر نیر کے فکر وفن پر شروع اور آخر کے صفحات میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے چھپی اس کتاب کو دو سو پچاس روپے دے کر بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ اور مصنف کے پتہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

مسلکی اختلافات سے بچئے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر دور میں انسان نے غلطی، لغزش اور گمراہی وکج روی سے بچنے کے لئے ایسے اصحاب اختصاص اور ماہرین فن سے رجوع کرنا ضروری سمجھا ہے جو اپنے فن اور موضوع میں خصوصی مہارت اور اس میں تفوق وامتیاز اور مجتہدانہ صلاحیتوں کے حامل ہوں، علوم وفنون وبحث وتحقیق کی قدیم وجدید تاریخ اس طرح کی بکثرت مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔

اس سے بھی زیادہ روشن، تابناک اور بدیہی حقیقت یہ ہے کہ دین پر عمل کرنے، نت نئے پیش آنے والے مسائل کے بارے میں شریعت کے احکام معلوم کرنے کے لئے ایسے اصحاب اختصاص اور ماہرین فن سے رجوع کیا جائے جو اپنے فن پر نہ صرف کامل دست گاہ رکھتے ہوں بلکہ ان کی تحقیقات ومعلومات میں گہرائی کے ساتھ گیرائی اور وسعت تبحر علمی بھی ہو، اس کے ساتھ وہ لوگوں کو دینی مسائل واحکام بتانے میں اجر وثواب کے حریص اور ایمان واحتساب کی روح سے سرشار ہوں، دیانت کے ساتھ اپنے فرائض اور علمی امانت کو دوسروں تک پہنچانے میں انہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دہی کا غیر معمولی شعور اور حساب وکتاب کا خوف ہو، اسی بنا پر اسلامی تاریخ کے اولین دور، خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عہد میں فقہی احکام ومسائل معلوم کرنے کے لئے ایسے حضرات سے رجوع کرنا عام بات تھی جو علوم دینیہ میں رسوخ تبحر رکھتے تھے، اس کے ساتھ انفرادی واجتماعی مسائل ومشکلات کے حل کرنے میں، شریعت کے احکام بتانے اور قرآن وسنت کے مطابق مسلمانوں کی رہنمائی کو وہ حضرات باعث اجر وثواب اور تقرب الٰہی کا ذریعہ تصور کرتے اور اس امانت کی ادائیگی کو اپنے اوپر ایسی ذمہ داری سمجھتے تھے جس کے بارے میں قیامت کے دن وہ جواب دہ ہوں گے۔

اسلامی تاریخ کے اولین دور میں کسی خاص اور متعین فقہی مکتب فکر یا کسی مخصوص مسلک پر عمل پیرا فرد سے علمی وفقہی معاملات میں رجوع کرنا ضروری نہیں تھا اور نہ اس کا التزام اور کوئی پابندی تھی، بلکہ سائل کسی شخص سے بھی دینی وفقہی احکام ومسائل معلوم کر لیتا تھا، اس لئے کہ اس دور کی یہی خصوصیت تھی پھر ایمان واحتساب کی روح عام طور پر موجود تھی اور صحیح بات معلوم کرنے اور حق تک رسائی کا جذبہ اس عہد کے تمام لوگوں میں پایا جاتا تھا، دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ علمی ماحول عام تھا اور ہر جگہ بحث وتحقیق کے حلقے قائم تھے۔

پھر وہ دور آیا جب حالات کے تقاضوں کی رعایت اور محنت ووقت بچانے کی خاطر حق وصواب کی جستجو اور تلاش کے لئے لوگ ایسے فقہی مکتب فکر کی طرف رجوع کرنے لگے جو اسکی بہترین نمائندگی وترجمانی کرے اور جس کے علم وتحقیق، امانت ودیانت اور تقویٰ پر اعتماد کیا جاسکے، چنانچہ کسی خاص فقہی مکتب فکر کی طرف رجوع کرنا ایک عام اور قابل تقلید طریقہ بن گیا، جو پسندیدہ بھی تھا اور سہل الحصول بھی، اس علمی رجوع میں نہ تو کوئی برائی تھی اور نہ رجوع کرنے والے کو شرک وبدعت کا مرتکب اور اجماع امت کا مخالف قرار دیا گیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے عالم اسلام میں چار فقہی مکاتب فکر میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرنا عام بات ہوگئی، اس رجوع نے نہ تو لوگوں کے اندر غلط ردعمل پیدا کیا اور نہ اس طرز عمل کو کسی بدعت یا گمراہی کا نام دیا گیا، اس لئے کہ اصحاب اختصاص سے شرعی معاملات میں رجوع اور ان کے بتائے ہوئے احکام پر عمل درآمد میں بنیادی شرط یہ تھی وہ مسائل وتحقیقات کتاب وسنت کے مطابق ہوں کہ یہی دونوں سرچشمۂ ہدایت ہیں۔

دینی وشرعی احکام معلوم کرنے میں کسی خاص فقہی مکتب فکر کی طرف رجوع اور اس کے ائمہ مجتہدین کے اجتہاد اور فقہی بصیرت پر اعتماد واعتبار کرنے کی (جو کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط کرتے اور انہیں دونوں سرچشموں سے کسب فیض کرتے ہیں) ضرورت تو اس دور میں اور بھی بڑھ گئی ہے کہ یہ زمانہ خاص طور سے فکری انارکی، ذہنی انتشار، مادی کشش، فتنوں اور جدید چیلنجوں کا ہے، ہر قسم کے اخلاقی قیدوبند سے گلوخلاصی وآزادی حاصل کرنے، نفس کی خواہشات وترغیبات اور معاشرہ وزمانہ کے ساتھ دینے کا دور ہے، اس کا پورا مشاہدہ ان ملکوں اور معاشروں میں ہو رہا ہے جہاں شرعی حدود وقیود اور دینی واخلاقی قدروں سے بے قید آزادی کی زندگی پائی جاتی ہے۔

رنج وافسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے نازک، پرخطر چیلنجوں اور آزمائشوں کے دور میں برصغیر ہندوستان جیسے ملک میں ائمہ اربعہ کے فقہی مکاتب فکر کے خلاف زبردست ہے، اس کی یورش کا نہ تو یہ وقت ہے اور نہ ہندوستان اس کی مناسب جگہ ہے، اس طرح کی سرگرمیوں سے بجز اختلافات میں اضافہ اور ذہنی انتشار کے کچھ حاصل نہیں، جب کہ ہندوستانی مسلمانوں کو اس وقت شدید ضرورت اتحاد واتفاق کی ہے، اس لئے کہ انہیں بت پرستانہ، مشرکانہ اور لادینی طاقتوں اور مغرب کی ملحدانہ تہذیب وثقافت کا چیلنج کا سامنا ہے۔

اس کی شدید ضرورت ہے کہ مشرکانہ عقائد واعمال کے خلاف پوری توجہ اور پوری طاقت لگادی جائے کہ ہم ہندوستانی مسلمان جس ماحول میں رہتے ہیں وہ مرکز اسلام سے دور ہونے کی بنا پر شرک وبت پرستی کا قدیم زمانہ سے مرکز رہا ہے، اس ملک کی زبان وثقافت بھی اسلامی زبان وثقافت سے قطعی مختلف ہے، ہندوستانی مسلمان اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کے مشرکانہ عقائد واعمال، بدعات وخرافات، جاہلی رسم ورواج اور شادی وغمی اور پرسنل لا میں ان سے متاثر ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت پر ساری توجہ اور توانائی صرف کردی جائے کہ مسلمانوں کے اس ملک میں بقا وتحفظ کا سارا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ کس حد تک اپنے عقائد، تہذیب، ثقافت، دینی غیرت وحمیت اور اسلامی تشخص وامتیاز کو باقی رکھ سکتے ہیں، یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملک میں تہذیبی وثقافتی ارتداد کے آثار قرائن ظاہر ہو چکے ہیں (ہم دینی ارتداد کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کر رہے ہیں کہ یہ لفظ دل ودماغ اور سماعت پر گراں ہے اور اس کے اندر بڑی شناعت ہے۔)

اس ملک کے لئے سب سے زیادہ بہتر منہج اور اصول حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا ہے جس کے آثار وتابندہ نقوش اب بھی باقی ہیں، ان کے باکمال فرزندوں نے جن میں سے ہر ایک نابغۂ روزگار اور مجتہدانہ فقہی وعلمی بصیر کا حامل تھا، ان کا مشن جاری رکھا، پھر اس علمی خانوادہ کے تربیت یافتہ اور خوشہ چیں شاگرد رشید امام المسلمین سید احمد بن عرفان شہیدؒ (ش ۱۲۴۶ھ) جیسے داعی ومجاہد ہیں، جن کے دست مبارک پر ہر قسم کے شرک وبدعات، خرافات اور جاہلی عادات واطوار سے توبہ وبیعت کرنے والوں کی تعداد تیس لاکھ ہے، اس توبہ وبیعت کے بعد ان لوگوں کے اندر ہر قسم کے شرک وبدعت اور جاہلانہ رسوم ورواج سے سخت نفرت اور کراہیت پیدا ہوگئی، اس کے ساتھ دینی غیرت وحمیت میں بھی نمایاں اور ممتاز تھے، جن غیر مسلموں نے سید صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان کی تعداد چالیس ہزار سے کچھ زیادہ ہی بتائی جاتی ہے، یہی حال ان کے جانشین اور قوت بازو، مجاہد کبیر، مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید (ش ۱۲۴۶ھ) صاحب ''تقویۃ الایمان'' کا تھا، جن کی کتاب توحید خالص کے بیان اور شرک وبدعات کی تردید میں سب سے طاقتور اور موثر کتاب شمار کی جاتی ہے اور جسے پڑھ کر ایک بڑے سعودی عالم نے کہا تھا کہ یہ کتاب توحید کی ''منجنیق'' ہے۔ (تدوین فقہ اور چند اہم فقہی مباحث، ص ۶۳-۶۷)

کانگریس کے داخلی اور خارجی مسائل

عارف عزیز (بھوپال)

ہندوستان میں ایک مستحکم جمہوریت کیلئے اپوزیشن پارٹیوں کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ مرکز میں جب سے نریندر مودی کی حکومت آئی ہے اپوزیشن پارٹیوں کی قوت گویائی بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلب کرلی گئی ہے۔ سب سے بڑی اپوزیشن کے موقف سے محروم پارٹیوں کو باہمی اتحاد کے لئے بھی آپسی رسہ کشی میں مبتلا دیکھا جارہا ہے۔ 2004ء میں کانگریس زیر قیادت جس یو پی اے کو تشکیل دیا گیا تھا، اس میں غیر بی جے پی، غیر فرقہ پرست پارٹیاں شامل تھیں۔ اب کانگریس ہی اپنی قیادت کیلئے فکرمند ہے تو یو پی اے کو چیرپرسن کی تلاش بھی مشکل ہوجائے گی۔ سیاسی پارٹیوں کی عوامی رابطہ میں کمی سے بھی زوال شروع ہوجاتا ہے۔ ہر پارٹی کو جو انتخابات میں کمزور مظاہرہ کرتی ہے، اپنی ناکامی کے بعد عوامی رابطے کو از سر نو زندہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن کانگریس کی قیادت خود اپنے وجود کو لیکر فکرمند ہے اور پارٹی کی قیادت سنبھالنے کا مسئلہ تعطل کا شکار ہوجائے تو ہر ریاست، ضلع، منڈل، گاؤں میں پارٹی کی شاخ کے قائدین اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کا مسئلہ جوں کا توں رہ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج قومی سطح پر اپوزیشن پارٹیوں کو اپنے استحکام کیلئے فکرمند ہونا پڑ رہا ہے۔ ویسے ہندوستانی سیاست میں کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ سیاست میں کب کیا ہوگا یہ کہا نہیں جاسکتا۔ تاہم شرد پوار ایک کہنہ مشق تجربہ کار سیاستداں ہیں لیکن 80 سالہ شرد پوار کی صحت سے متعلق بعض قیاس آرائیوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ وہ قومی سطح پر سیاسی اتحاد کی قیادت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ عوام کی نبض کو سمجھتے ہیں۔ اگر یو پی اے کو متحرک کرنا ہے تو حرکیاتی قیادت کو یہ ذمہ داری دی جانی چاہئے۔ کانگریس کو اپنا نیا صدر بھی منتخب کرنا ہے۔ آئندہ سال کے اوائل میں یہ انتخاب ہوجانا چاہئے۔ راہل گاندھی نے کانگریس صدر کا عہدہ سنبھالنے سے انکار کردیا ہے۔ اس سے صاف ہوجاتا ہیکہ پارٹی کو بہت جلد نیا صدر ملے گا۔ سابق کی طرح سونیا گاندھی کانگریس صدر کی حیثیت سے مستعفی ہونے کے بعد یو پی اے چیرپرسن کی حیثیت سے برقرار تھیں لیکن اس مرتبہ صورتحال یکسر برعکس ہے۔ یو پی اے میں شامل پارٹیوں میں این سی پی کے علاوہ مغربی بنگال کی ممتا بنرجی پارٹی ترنمول کانگریس اور ٹاملناڈو کی ڈی ایم کے پارٹی لیڈر ایم کے اسٹالین بھی یو پی اے کی قیادت کیلئے دعویدار ہوسکتے ہیں لیکن ان قائدین کو بھی بی جے پی کی وجہ سے اپنی سیاسی جدوجہد میں بھی سیاسی سمت کا تعین کرنے میں مشکل ہورہی ہے۔ کانگریس کے نوجوان قائدین جیسے راہل گاندھی نے اپنی ہی پارٹی کو کمزور کردیا ہے تو وہ یو پی اے کو مضبوط بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ اس تناظر میں اگر ہر سیکولر پارٹی بی جے پی کے خلاف مضبوط اتحاد بنانے میں ناکام ہوتی ہے تو پھر بی جے پی بھی اپنی سیاسی بالادستی کے ساتھ راج کرے گی اور اس ملک کی جمہوریت کمزور ہوجائے گی۔ بی جے پی حکومت کی اہلیت اور قابلیت اور کارکردگی سے واقف عوام کو افسوس اس بات کا ہے کہ اب ملک میں بی جے پی کے مقابل متبادل سیاسی طاقت یا سیاسی لیڈر نہیں ہے جو یو پی اے کی قیادت کرتے ہوئے اس اتحاد کو طاقت بخشے گا۔ بی جے پی نے سب سے پہلے جو کام کیا ہے وہ سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کو کمزور کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ سیاسی جماعتوں کو کمزور کرکے مضبوط قیادتیں تیار کرنے میں کامیاب بی جے پی دن بہ دن قوی ہورہی ہے۔ بی جے پی کے اندر سیاسی طاقت نے اپنی خوب نشوونما کرلی ہے اور دن بہ دن پروان بھی چڑھ رہی ہے۔ لیکن اپوزیشن کانگریس اتحاد کو اپنے بہتر مستقبل کے لئے اچھے لیڈر کو تلاش کرنے میں تاخیر ہورہی ہے اگر اسی طرح کا تعطل برقرار رہا تو پھر کانگریس کو اپنی قیادت کیلئے متبادل لیڈر کی تلاش تک مزید زوال کا شکار ہونا پڑے گا۔ سونیا گاندھی کی جگہ کانگریس کو ایک حرکیاتی نوجوان قیادت کے ساتھ ساتھ دور اندیش اور معاملہ فہم لیڈر کی ضرورت ہے تاکہ آج مرکز کی چالاک قیادت کی سازشوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوسکے۔

خوف کی نفسیات سے نکلئے

مولانا خالد انور پورنوی

ملکی، ریاستی، بلکہ عالمی پیمانہ پر آج اسلام کے ماننے والوں کو ڈرانے، اور خوف ودہشت میں مبتلا کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، انسانیت کے ان دشمنوں کا مقصد یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ ہوجائے، سارے لوگ انہی کے نام لیوا ہوجائیں، اسلام اوراس کی تعلیمات کو چھوڑ کر الحادو بے دینی کے رنگ میں رنگ جائیں، ایک خدا کے علاوہ ہزاروں خداؤں کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں، یعنی ڈراور خوف کی وجہ سے دامنِ اسلام سے مسلمان دوری اختیار کرلیں، ایسے ماحول میں قرآن کی یہ آیت ہمیں تسلی دیتی ہے: **ولا تخف ولا تحزن** ڈرومت، غم نہ کرو۔

جنگ احد کا موقع ہے، شروع شروع میں مسلمان غالب ہیں، اور فتح کے بالکل قریب ہیں، پہاڑ کے ایک ٹیلہ پر پچاس تیراندازوں کو متعین کردیا جاتا ہے، اورانہیں حکم دیا جاتا ہے کہ کسی بھی حالت میں وہ نیچے نہ اتریں؛ لیکن تیراندازوں کے اس دستے نے سوچا کہ دشمن بھاگ چکاہے، اب ہماری ذمہ داری ختم ہوچکی ہے، مالِ غنیمت جمع کرنے میں ہمیں حصہ لینا چاہئے، اس دستہ کے امیر عبداللہ بن جبیر اور دوسرے چند ساتھیوں نے ٹیلہ چھوڑنے کی مخالفت بھی کی؛ لیکن ان میں زیادہ تر لوگوں نے وہاں پر قیام کو بے مقصد سمجھ کر ٹیلہ چھوڑ دیا، مخالفین کو موقع مل گیا، اور پہاڑ کے پیچھے سے انہوں نے حملہ کردیا، صحابہ کرام اس صورت حال کو سمجھ نہیں سکے، اور جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، اسی دوران کسی نے یہ افواہ پھیلادی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے، اس افواہ سے مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ گئے، ان کے پاؤں اکھڑ گئے، ان میں سے بعض نے تو میدان ہی چھوڑ دیا، بعض جنگ سے کنارہ کش ہوگئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جان نثار جماعت، آپ کے اردگرد مقابلہ کرتی رہی، اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دانت شہید ہوگیا، چہرہ مبارک لہولہان ہوگیا، ستر صحابہ کرام شہید ہوگئے، اس واقعہ سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہونچا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آسمانی ہدایت نازل ہوئی، **ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین**، تم سست نہ پڑو، غم نہ کھاؤ، تم ہی غالب رہوگے، اگر تم ایمان والے ہو۔

ہندستان جو کبھی انسانیت نوازی، گنگا جمنی، تہذیب وثقافت کی علامت اورنشانی کے طور پر جانا جاتا تھا، آج لنچستان کے طور پر متعارف ہونے لگا ہے، حملہ آوروں کے کلیجے اتنے مضبوط ہوگئے کہ نہ انہیں پولیس وانتظامیہ کی فکر ہے اور نہ پولیس وانتظامیہ ایکشن لینے کے موڈ میں نظر آتی ہے، اس کا مطلب صاف ہے کہ ہمارے حکمراں اور منتخب عوامی نمائندے عوام کی فلاح وترقی، اورامن شانتی کے قیام میں خود رکاوٹ بن رہے ہیں، اگرایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو اس ملک کے لئے کسی بدنما داغ سے کم نہیں ہے۔

یہ کیسا ماجرا ہے؟ کہ موبائل کی دکان پر باتوں باتوں میں قتل کے واردات انجام دے دیئے جاتے ہیں، ایک صاف، ستھرے شخص پر پہلے چوری کا الزام لگایا جاتا ہے، پھر ایک بھیڑ جمع ہوتی ہے، اوراسے یا تو مار دیا جاتا ہے، یا ادھ مرا کردیا جاتا ہے، یعنی ایسا لگ رہا ہے کہ انسانیت کی اس منڈی میں ایک بھی انسان نظر نہیں آتا ہے، جو اس طرح کے ظالموں، قاتلوں اور خونخوار درندوں، کے ہاتھوں کو روک سکے، حالانکہ اس طرح کی سوچ رکھنے اور قتل کے واردات انجام دینے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے، مگر اکثریت کی خاموشی کا کیا مطلب ہے؟ انسانیت کے خلاف ایک نئی سوچ جنم دینے کی کوشش؟ یا پھر مسلمانوں کو مزید پریشانی میں ڈالنے کی ایک خوفناک سازش! کوئی معشوق ضرور ہے اس پردہ زنگاری کے پیچھے، مگر اس کا ایک ہی جواب، قرآن نے دیا ہے: ڈرومت، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ کے رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرزمینِ عرب میں مبعوث ہوئے، وہ لوگ جو آپ کو الامین، الصادق، کہہ کر پکارتے تھے، وہ آپ کے جانی دشمن ہوگئے، یعنی جنہوں نے امانت وصداقت کے ایوارڈ سے آپ کو نوازا تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے پیاسے ہوگئے، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی، آپ کی رسالت کا اقرار واعتراف کیا، ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جانے لگے، بے وجہ شہید کیا گیا، ان کا جرم کیا تھا؟ کیا ان کی ذاتی یا خاندانی دشمنی تھی، ایسا کچھ بھی نہیں تھا، ہاں مگر شرک وکفر کا انہوں نے انکار کیا تھا، ۳۶۰ خداؤں کے علاوہ ایک خدا کی پرستش اور پوجا کا اعلان کیا تھا، اور یہی ان کے لئے سب سے بڑا جرم تھا۔

اللہ کے رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تھے، بیوی حضرت خدیجہ ساتھ ہوئیں، پھر ابوبکر صدیق جیسے دوست کا ساتھ ملا، علی جیسے بچوں نے حمایت کا اعلان کیا، افراد سازی، اور افراد کی تعداد بڑھانے کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی توجہ مرکوز کی، دعوتِ دین کے نتیجہ میں ایک سے دو، دو سے تین، تین سے چار، اور چار سے ایک بڑی جماعت تیار ہوگئی، مگر اس کے باوجود مکۃ المکرمہ کی زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہونے لگی، پہلے لالچ، پھر خوف مسلط کرنے کی کوششیں کی گئیں، یہاں تک کہ آپ کے لئے مکۃ المکرمہ میں کام کرنا مشکل ہوگیا، آپ مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہوگئے، غارِ ثور میں پناہ لیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ تھے، آپ کی جان کے دشمن سراغ لگاتے لگاتے غار کے منہ تک پہونچ گئے، قرآن کریم کی سورۃ التوبہ کے آیت نمبر (40) میں اللہ تبارک وتعالی نے اس کا پورا نقشہ کھینچا ہے: اگر تم حضور کی مدد نہیں کروگے تو کچھ پرواہ نہیں، اس کی مدد تو اللہ تعالی نے اس وقت فرمائی تھی، جب منکرین حق نے اسے اس حال میں مکہ سے نکالا تھا کہ وہ صرف دو کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں اس غار کے منہ میں تھے اوراس وقت اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ غم نہ کرو، اس وقت اللہ نے اس پر سکونِ قلب نازل فرمایا، اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جن کو تم نہیں دیکھ سکتے، اللہ نے منکرینِ حق کا بول نیچا کردیا، اور اللہ تعالی کا ہی کلمہ بلند رہا، یقیناً اللہ غالب ہے۔

ہم مسلمان ہیں، یعنی اپنے اپنے رب کے لئے گردن ہم نے خم کردی ہے، مسئلہ خوشی کا ہو، یا غمی کا، رب کے فرمان کی رہنمائی کتاب اللہ کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، اور اسے اپنی اصلی حالت میں قیامت تک محفوظ رہنا ہے، دائیں، بائیں وہ لوگ جھانکیں گے، جن کے پاس نہ کتاب ہے، نہ آسمانی ہدایت، ان کی دنیا ہی سب کچھ ہے، اور آخرت پر ان کو کوئی یقین نہیں ہے، ہمارے رب نے تو کہا کہ خوف کے ذریعہ تمہیں آزمایا جائے گا، کبھی بھوک مسلط کرکے، کبھی جان ومال اور پھلوں میں نقصان کردیں گے؛ لیکن ایسے میں جنہوں نے صبر کیا اور رب کی رضامندی سے پہلوتہی نہیں کی، ان کے لئے خوشخبری ہے۔

مسئلہ تین طلاق کا ہو، یا کشمیری مسلمانوں کی حقوق تلفی کا، آسام کے لئے این آرسی کے نفاذ کا ہو، یا ملک بھر میں اس کے لاگو کرنے کا، ان تمام کے پیچھے یہی مقصد کارفرما ہے کہ ہندستانی مسلمانوں کی گھیرابندی کردی جائے، ان کے لئے یہ زمین اتنی تنگ کردی جائے کہ وہ یا تو ارتداد کی راہ اپنالیں، یا پھر اس دنیا سے راہ فرار اختیار کریں، جیسا کہ آسام کی ایک عورت نے اس لئے خودکشی کرلی کہ انہیں اطلاع دی گئی تھی کہ این آرسی کی لسٹ میں تمہارا نام نہیں ہے، حالانکہ خودکشی، خودسوزی کی نہ تو اسلام میں گنجائش ہے، اور نہ ہی یہ کسی بھی مسئلہ کا حل ہے، بلکہ ایسے موڑ پر ہمارے لئے ضروری ہے کہ پوری مضبوطی سے ان حالات کا مقابلہ کریں، ہر حالت میں اسلام اوراس کی تعلیمات پر قائم رہتے ہوئے، ثبوت وشواہد کی روشنی میں ہم یہ ثابت کریں کہ واقعی ہم مسلمان بھی ہیں اور ایک اچھے ہندستانی بھی!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول تھے، اور رب کے بھیجے ہوئے ایک پیغامبر تھے، وہ نبیوں میں سب سے افضل، اور خاتم النبیین تھے، مگر اس کے باوجود انہوں نے دشمنوں سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی، حالانکہ وہ اللہ سے دعاء کرتے تو بھی کافی ہوجاتا، مگر آپ نے اس پر اکتفانہ کرکے ظاہری سبب کو اختیار کیا، اوراس کے ذریعہ امت مسلمہ کو سبق دیا کہ حالات اور آنے والے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دعاء بھی ضروری ہے، اور دوا کا استعمال بھی انتہائی ناگزیر ہے، این آرسی بھی اگر تمام مسلمانانِ ہند کے لئے لاگو ہوجاتا ہے تو یہ بھی کسی فتنہ سے کم نہیں ہے؛ لیکن ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں، یہ بھی انتہائی خطرناک بیماری ہے بلکہ اس کے بالمقابل ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے کاغذات اور آئی کارڈ کو درست کرلیں، تمام کاغذات میں نام، تاریخ پیدائش ودیگر چیزوں میں یکسانیت ہو، اس کی رعایت ضرور کریں!

نئے تقاضے ہیں، اور نئی ضروریات ہیں، ان سے صرفِ نظر کرکے انسان آگے نہیں بڑھ سکتا ہے، ان سے جڑنا، اور اپنی پالیسی کا حصہ بنانا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے، اوراسلام اس سے منع نہیں کرتا ہے، آپ غور کریں! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شہر میں ہجرت کی، اسے یثرب کہا جاتا تھا، جس کے معنی ہیں ملامت، فساد، خرابی، آپ کے مبارک قدم پڑتے ہی اس کا نام مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑگیا، یعنی اللہ کے رسول کا شہر، آپ کی محنت سے یہ اسلام کا اولین دارالخلافہ بنا، آپ نے اخوت وبھائی چارگی کا پیغام دیا، جس کے نتیجہ میں انصاری اور مہاجرین بھائی بھائی بن گئے، وہاں کئی طرح کے لوگوں، مختلف قبیلوں، کئی مذاہب کے ماننے والوں سے واسطہ پڑا، اس لئے آپ نے میثاقِ مدینہ طے کیا، اور باہمی ربط واتحاد کو فروغ دینے کے لئے پڑوسیوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی، اور پھر وہی جگہ مدینۃ المنورہ کہلایا، یعنی وہ شہر جو منور اور روشن ہوا، اور وہیں سے اسلام کی روشنی پوری دنیا میں پہونچی۔

ہم سب اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہیں، ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں تک بھی پہونچائیں، ہمارا واسطہ بھی مختلف مذاہب کے لوگوں سے ہے، کسی سے ڈر کر اور خوف میں مبتلا ہوکر دعوتِ دین کے پیغام کو عام کرنا نہ چھوڑیں، امن وایکتا اور اتحاد ویکجہتی کے اصولوں پر عمل کرکے ہم آگے بڑھیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو نہ بھولیں جو انہوں نے ابوبکر صدیق سے کہا تھا "**لاتحزن ان اللہ معنا**" ڈرومت، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

کامیابی کی کلید اور خوف وحزن کا علاج

نیم دلی، مایوسی اور اضطراب دراصل وہ موہوم بدلیاں ہیں جو دل کی کدورتوں، معصیتوں اور خدا سے بے تعلقی یا اس تعلق کے کمزور ہوجانے کی وجہ سے دل پر چھا جاتی ہیں، خارج میں ان کا اکثر کوئی وجود نہیں ہوتا، دل کو ایک خدا کی اطاعت پر مرکوز کرنے اوراس کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ کے استحضار کے بعد خود بخود یہ بدلیاں چھٹنے لگتی ہیں اور امید ویقین کی شعاعوں سے آئینہ دل جگمگا اٹھتا ہے، اندھیرے کے ساتھ جتنی مہیب صورتیں اور موہوم شکلیں، اندیشے اور غلط نظریے قائم ہوگئے تھے اور جو مفروضات حقائق بن گئے تھے اور دل کو پریشان کررہے تھے حباب کی طرح غائب ہونے لگتے ہیں، اور دل کی گہرائی وبیرونی سطح اس سے پاک ہوجاتی ہے، ان اثرات کی کمیت سے زیادہ کیفیت پر، قال سے زیادہ حال پر اور ظاہر سے زیادہ باطن پر منحصر ہے؛ لیکن اپنے حالات اور اپنی سطح کے موافق ہر شخص کو اس میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے اور اس کو نفس مطمئنہ کے دروازے پر پہنچا دیتا ہے، یہ تعلق اور اعتماد ہماری مشکلات کا حل بھی ہے، کامیابی کی کلید بھی ہے، اور خوف وحزن کا علاج بھی، دوا بھی ہے، ہتھیار بھی ہے، ذریعہ بھی ہے اور مقصود بھی ہے، اس کے لیے کہیں دور جانے کی حاجت نہیں، اس کو دل کے نہاں خانہ میں تلاش کرنا چاہیے، یہ غنچہ اسی گلشن میں کھلتا ہے اور اسی چمن میں ملتا ہے، بس دل کے اس دروازہ کو جو عرصہ سے مقفل پڑا ہے اور جس میں سوائے گندی چیزوں اور کیڑوں مکوڑوں کے اور کچھ نہیں ہے کھولنے اور پاک کرنے اور خدا کی روشنی سے منور کرنے کی ضرورت ہے۔

(مولانا سید محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ)

قلم پہ پہرا زبان پہ بندش

شکیل شمسی

ہم نے ایمرجنسی کا دور دیکھا ہے، ہم کو معلوم ہے کہ اس زمانے میں کتنے اخبارات ایسے تھے، جن کے ادارتی کالم میں کوئی حرف لکھا نہیں ہوتا تھا، وہ بھی صحافیوں کے احتجاج کا ایک طریقہ تھا، صحافی اپنے کالم کو بالکل سادہ چھوڑ کر یہ بتاتے تھے کہ ہم نے جو لکھا تھا، اس پر سنسر کی قینچی چل گئی ہے، ایڈیٹر حضرات خالی جگہ چھوڑ کر یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ کالم میں کچھ نہ لکھا ہو، مگر ہم وہ نہیں لکھیں گے جو حکومت ہم سے لکھوانا چاہتی ہے، اس زمانے میں کتنے ایڈیٹروں، کالم نگاروں اور صحافیوں نے جیل میں جانا قبول کیا، مگر حکومت کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا، اس لیے جب ایمرجنسی کی تیرگی ختم ہوئی تو ہمارے ملک کی صحافت کے چہرے پر ایسی چمک تھی کہ جس کو دیکھ کر ہر ہندوستانی کہہ رہا تھا کہ ہندوستان میں صحافت کا مستقبل محفوظ ہے، حالانکہ اس وقت ایسا نہیں تھا کہ سب اخبار ایسی ہی بہادری دکھا رہے ہوں، اس وقت بھی ایسے صحافی موجود تھے جو حکومت کی خوشامد میں لگے رہتے تھے، اس وقت بھی کئی صحافی ایسے تھے، جن کے قلم سے روشنائی نہیں، حکومت کی چاپلوسی ٹپکتی تھی، جس طرح آج کے نیوز چینلوں نے حکومت کی تعریف کو ہی نیوز کا معیار بنا لیا ہے، اسی طرح ایمرجنسی میں بھی حکومت کے تلوے چاٹنے والے لوگ موجود تھے؛ مگر جنہوں نے حکومت کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے، جنہوں نے اپنے قلم کا سودا نہیں کیا اور جنہوں نے اپنے ضمیر کی آواز پر حکومت کا بلڈوزر نہیں چلنے دیا، ان کی وجہ سے ہی ہماری صحافت ایسی ہوئی کہ جس پر ہم فخر کریں۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک قید و بند کے دور میں رہنے کے بعد ہمارے ملک میں پریس کو جو آزادی حاصل ہوئی، اس پر ہر اس شخص کو ناز رہا جو اظہار خیال کی آزادی کو عوام کا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔

خیال رہے کہ ہندوستان میں صحافت مغربی ممالک میں اخبارات کے شروع ہونے کے کافی عرصے بعد آئی تھی، اور بہت زمانے تک اس کو انگریزوں کی پہنائی ہوئی زنجیروں میں بھی قید رہنا پڑا تھا، مگر آزادی کے بعد اس نے جو رنگ دکھایا اس نے پورے ملک میں پریس کا لالہ زار میں تبدیل کر دیا، مگر پچھلے کچھ برسوں سے اخبار والوں، کالم نگاروں، صحافیوں اور قلم کاروں پر مصیبت سی آگئی ہے، اب یہ حال ہے کہ اگر حکومت سے اختلاف رکھنے والا کوئی صحافی کوئی غلط خبر چلا دے تو اس پر ملک سے غداری کا مقدمہ چھ چھ ریاستوں میں درج ہو رہا ہے، اس کے برعکس حکومت نواز صحافی چاہے جتنی گمراہ کن اور جھوٹی خبریں دکھا دیں، کوئی پوچھنے والا نہیں، سوشانت سنگھ راجپوت کی خودکشی کو قتل بنانے والے جھوٹے صحافیوں پر کوئی کارروائی نہیں، ممبئی میں باندرہ کی مسجد کو مزدوروں کی ہجرت سے جوڑنے کی جھوٹی خبر، تبلیغی جماعت کے سلسلہ میں جھوٹ کا طوفان کھڑا کر دینے والوں پر کوئی شکنجہ نہیں؟ افسوس کی بات یہ ہے کہ مرنال پانڈے، راجدیپ سردیسائی اور ظفر آغا جیسے سینئر صحافیوں کے خلاف ایک چھوٹی سی بات کو بہانہ بنا کر اتنی سنگین دفعات میں مقدمے قائم کر دیے گئے، بھلے ہی یہ مقدمے عدالت سے خارج ہو جائیں، مگر فی الحال تو صحافی ہراساں ہوں گے، اور ان صحافیوں کی خطا کیا ہے؟ بس یہی کہ ان کے ہاتھوں میں وہ قلم ہے جو حکومت کی خوشامد کے لیے نہیں، عوام کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لیے چلتا ہے، افسوس کی بات یہ ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں صحافیوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے، آج بھی دہلی میں مندیپ پنیا کو اس الزام میں گرفتار کر لیا گیا کہ انہوں نے پولیس والوں کے ساتھ بدسلوکی کی، یوپی میں دو صحافیوں کے خلاف اس لیے مقدمہ قائم کر دیا گیا کہ انہوں نے شدید سردی میں کانپتے ہوئے ان بچوں کی خبر وائرل کر دی تھی، جو یوگا میں حصہ لینے والے تھے، صدیق کپّن کا تو معاملہ سب جانتے ہی ہیں کہ کب سے وہ جیل میں ہیں، اور کیوں جیل میں ہیں، منی پور میں بھی تین صحافی ملک سے غداری کے الزام میں گرفتار ہو چکے ہیں، دہلی میں واقع پریس کلب آف انڈیا میں صحافیوں کی مختلف تنظیموں نے ان ہی سب معاملات کو اٹھانے کے لیے جلسہ کیا، جس میں بہت بڑی تعداد میں صحافی شامل ہوئے، اس موقع پر کئی سینئر صحافیوں نے یہ بات کھل کر کہی کہ اس وقت ملک میں غیر اعلانیہ ایمرجنسی نافذ ہے، اور پریس والوں کا منہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے، جلسے میں اس عزم کو بھی دُہرایا گیا کہ ہندوستان کی صحافتی برادری اپنی آزادی کو سلب ہوتے ہوئے خاموشی سے نہیں دیکھے گی، اس جلسے میں بتایا گیا کہ مختلف میڈیا ہاؤسز میں کام کرنے والے صحافیوں کی زبان بند کرنے کے لیے مینجمنٹ پر دباؤ ڈال کر کتنے ہی صحافیوں کو ہٹوایا جا چکا ہے، اصل میں بی جے پی کو لگ رہا ہے کہ اب وہ کبھی اقتدار سے باہر نہیں ہوگی، اسی لیے وہ آپے سے باہر ہے۔

نظام تعلیم پر کرونائی اثرات

صفدر امام قادری

کورونا وبا نے ہمارے نظامِ زندگی کو کہاں کہاں سے متاثر کیا اور ہم سلسلہ در سلسلہ شکستِ آرزو ایک حصّہ ہوتے چلے گئے۔ ابھی تک ٹھیک سے اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکا ہے، عالمی معیشت اور صحت کے معاملات تو سب کی نگاہ میں آتے ہیں اور متعلّقہ امور کی بھرپائی کے لیے طرح طرح سے کوششیں ہوئیں مگر جب ہم ہندوستان کے نظامِ تعلیم پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں اور اپنے نونہالوں کے مستقبل کے خوابوں سے کورونا کے حالات اور انسانی پسپائی کا موازنہ کرتے ہیں تو حقیقت اپنے آپ ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ گذشتہ ایک برس ہمارے طالبِ علموں کی زندگی کے لیے حرفِ غلط کی طرح ثابت ہوا اور اس کے اثرات شاید وہ پوری زندگی ختم نہ کر پائیں۔

ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا سہرا اپنے سر پر باندھنے سے کبھی تھکتا نہیں ہے مگر حکمرانوں کو جمہوریت کے بنیادی تقاضوں سے شاید ہی کوئی سروکار رہا ہو، جذباتی طور پر اپنے عوام اور ایک سو چالیس کروڑ آبادی کا خیال رکھنا یوں بھی آسان نہیں مگر جس انداز سے سہارا چاہیے تھا وہ کسی کو بھی نہیں مِلا۔ لاک ڈاؤن کے آغاز میں جرمنی سے یہ خبر آئی کہ وہاں غیر شادی شدہ مرد و خواتین نے حکومت پر یہ الزام عائد کیا کہ اچانک لاک ڈاؤن کی وجہ سے وہ لوگ اپنے پارٹنرس کے ساتھ سے محروم ہو گئے، اسے ان لوگوں نے اپنی حکومت کی غیر انسانی اور غیر حسّاس حرکت قرار دیا۔ فوری طور پر حکومت نے ان لوگوں سے معذرت کی اور ایسے افراد کو خصوصی طور سے اجازت دی گئی کہ وہ اپنے پارٹنرس کے ساتھ رہنے کے لیے منتخب جگہوں پر پہنچ جائیں۔

مگر ہندستان میں تو بھوکے ننگے مزدوروں کو بھی ان کے گھر جانے کی اجازت یا سہولت نہیں تھی۔ سڑکوں پر پیدل جان کی بازی لگاتے ہوئے بھوک سے راستے میں جان گنواتے ہوئے لوگوں نے ہزار اور دو ہزار کلومیٹر پیدل چلنے کی مصیبتیں جھیلیں۔ پہلے تو وزیرِ اعظم نے مہابھارت کے انداز میں تین ہفتے میں فتح عظیم حاصل کرنے کی بشارت دے دی تھی مگر جو ہوا وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ دکھاوے کے طَور پر حکومت اب بھی اعلان کرتی رہی کہ معیشت اور کاروبارِ زندگی اب معمول پر آ چکے ہیں، الیکشن اور الیکشن کے ہنگامے بھی جاری ہیں مگر پیچھے سے کورونا کے قوانین اور مرکزی حکومت کی بالادستی بھی جاری ہے۔ ہندوستان کے وفاقی نظام پر یہ کتنا بڑا حملہ ہے کہ کوئی ٹھیک طریقے سے ابھی بھی نہیں سمجھ پا رہا ہے۔

اس مصیبت کی گھڑی میں ہمارے طالبِ علموں کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ نرسری جماعت سے لے کر اسکول اور کالج، ریسرچ اسکالر اور مقابلہ جاتی امتحانات کے طالبِ علموں کی زندگی اس وبا نے کچھ اس طرح متاثر کی ہے جس کے بُرے نتائج آنے والے دور میں بھی جاری رہیں گے۔ ہندوستان کے وزیرِ تعلیم نے فوراً ان مسئلوں سے فراغت کے لیے ماہرین کو جمع کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک آن لائن کلاس کا انتظام ہوگا۔ وہ خود بھی وائس چانسلروں اور یو.جی.سی کے اہل کاروں کے ساتھ مل کر آن لائن مُوڈ میں ہی تبادلۂ خیال کرتے رہے۔ اس مرحلے میں کبھی یہ نہیں سوچا گیا کہ ہندوستان جسے دیہی سماج کی سب سے بڑی آبادی کہا جاتا ہے، اور کمزور معیشت کا ملک ہے۔ وہاں انٹرنٹ کی سہولت کہاں تک عام طلبہ کو فائدہ پہنچا سکے گی؟ معلوم ہوا کہ ہندستان کی ۲۳رفی صد آبادی ہی فیض یاب ہے، ایسے میں ۷۷رفی صد لوگوں کو ان کے حق سے محروم کرتے ہوئے اس مشکل گھڑی میں حکومت کا فیصلہ نامناسب تھا، نتائج کے لحاظ سے غور کریں تو یہ اور بھی بے اثر تھا۔

تدریس کے بجائے امتحانات پر توجہ کا مطلب ہے کہ حکومت اور اس کے تعلیمی مشیران کا ذہن تعلیم کے مسائل سے الجھنے کے بجائے بھاگنے سے ہے۔ مشکل حالات میں جو چیلنج ہمارے سامنے تھا، اس سے فرار کی ہی یہ صورت تھی کہ حکومت نے تدریس کے معاملات کو بحال کیے بغیر امتحان کو فوقیت دی۔ امتحانات اپنے آپ میں کچھ نہیں ہیں۔ ماہرینِ تعلیم سے جا کر پوچھیے، وہ بتائیں گے کہ کلاس روم میں بچّوں نے جو کچھ سیکھا، اسی کی اس سے جانچ پرکھ ہونی ہے۔ اب بچّوں کو سیکھنے کے مواقع ہی نہیں تھے، تب ان پر یہ بوجھ ڈالنا کہ وہ ثابت کریں کہ اس دوران انھوں نے پورا کورس پڑھ لیا ہے، سماجی اعتبار سے جس افراتفری اور انتشار میں ہم مبتلا تھے، جذباتی طور پر ایک خلا کا شکار تھے، ایسے میں امتحانات کو جاری رکھنا اور کس طرح لوگوں کو ان کے دروازے تک ڈگریاں پہنچا دینا ایک ظالمانہ حرکت ہی ہے۔ کہیں پورا کا پورا امتحان معروضی سوالوں پر مشتمل ہوا کہیں آن لائن امتحان لیا گیا، کھُلے بندوں طبّی ہدایت کی خلاف ورزی ہوئی اور ہمارے نونہالوں کی زندگی سے کھلواڑ ہوا۔

مرکزی حکومت، یو.جی.سی، یونیورسٹیاں اور صوبائی حکومتوں کے محکمہائے تعلیمات - سب کے سب خانہ پُری کرتے ہوئے نظر آئے، بتانا یہ تھا کہ کورونا کے باوجود وَرچوَل موڈ میں تعلیم کے سلسلے کو انجام تک پہنچایا، نصاب کو مکمل کیا، داخلی احتساب اور سالانہ امتحانات کے لیے ہی نہیں مقابلہ جاتی امتحانات کو بھی منعقد کیا۔ انجینیرنگ اور میڈیکل کالجوں تک پہنچنے کے لیے بچّوں کے دروازے کھولے۔ سرکاری نہیں، پرائیوٹ اداروں کو بھی اس سارے گورکھ دھندے کا حصّہ بنایا گیا مگر اس میں تعلیمی ماحول کو درست کرنے کے لیے ایک اِنچ بھی آگے بڑھنے کے لیے کوئی نتیجہ خیز کوشش نظر نہیں آتی۔ جن اداروں میں ہر سال کتابیں چھاپ کر حکومت بچّوں کو اسکول تک پہنچاتی ہے۔ ان بچّوں نے پچھلی جماعت کی کتابیں ہی پڑھیں۔ ابتدا میں یہ اعلان ہوا کہ نصابِ تعلیم میں تخفیف کی جائے گی مگر یہ اعلان ہی ثابت ہوا مگر کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ مشکل حالات کے پیشِ نظر بچّوں کی سہولت کا بھی خیال رکھا جائے، بعض یونیورسٹیوں نے پچھلے برس سے زیادہ مشکل سوال پوچھ کر بچّوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا ہی کام کیا۔

نریندر مودی نے شروع میں ہی ایک نعرہ دیا تھا: 'آفت میں موقع' حکومتِ ہند کی معیشت کے معاملے میں جن فیصلوں کو ایک پورا طبقہ تنقید کا نشانہ بناتا رہا ہے، اسے غور سے دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ کھیل کہیں دوسری جگہ مقرّر رہے۔ کوارنٹین کے اصولوں میں ایئرپورٹ اور اسٹیشن پر سختی کی گئی تو یہ معلوم ہوا کہ ہوٹل مافیا سرگرم ہیں اور وہ منہ مانگی رشوت حکمرانوں کو پیش کر رہے ہیں۔ آن لائن تعلیم بھی رشوت خوروں کا ایک بڑا اور سنہرا موقع فراہم کرتی ہے۔ مختلف انداز کے ایپ اور انٹرنٹ کمپنیوں کی لاٹری ہی نکل آئی۔ ہر کمپنی نیچے سے اوپر تک بدعنوان اہلکاروں کو لے دے کر اپنے کاروبار کو رفتار دے رہی ہے۔ آن لائن امتحانات تو اور بھی رقم کمانے کا ذریعہ ہے۔ کمال ہے کہ آج تک حکومتِ ہند نے اپنے کارندوں سے لے کر طلبہ اور اساتذہ تک کو ایک پھوٹی کوڑی انٹرنٹ کے اضافی خرچ کی ادائیگی کے لیے نہیں دی۔ حکومت آفت میں نت نئے موقعے تلاش کرتی رہی ہے، طالبِ علم اور اس کے سرپرست مر مر کر جینے کے لیے مجبور ہیں۔

امارت شرعیہ کے شب وروز

نئی نسل کے دین وایمان کی فکر کرنا فرض عین ہے: احمد حسین قاسمی

ملک کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر محترم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب زید مجدہم کی خاص ہدایت پر امارت شرعیہ نے مستقبل پر گہری نگاہ رکھتے ہوئے پیشگی حصار بندی کے طور پر نسل نو کے دین وایمان کی حفاظت اور ملک میں باوقار زندگی گذارنے کیلئے تعلیم کو اپنا مشن بنایا ہے، اسی کے ساتھ اپنی زبان وتہذیب کی سلامتی کا بیڑا بھی اس نے اٹھایا ہے، اسی پیغام کو لے کر امارت شرعیہ کے خادمین آپ کی تاریخی سرزمین آرہ بھوجپور میں حاضر ہیں کہ ہر چھوٹی بڑی آبادی میں مسجد کے تحت دینی مکتب کا خود کفیل نظام کیسے قائم کیا جائے، جن سے ہماری اولاد دین اسلام کے سانچے میں ڈھل سکے، کم عمری میں ان کے لوح دل پر توحید ورسالت کے پاکیزہ کلمات نقش کردئے جائیں، تاکہ حالات کے لئے ان کا مٹانا ناممکن ہو، اس نظام کو مستحکم طور پر پھیلانے کیلئے اہل مدارس بھی توجہ دیں اور مسجد کے تمام ذمہ داران بھی، خصوصاً متولیان وائمہ کرام اس مکتب کے نظام کو مسجدوں میں نماز باجماعت کے قیام کی طرح جاری کریں ورنہ بے دینی کے اس سیلاب میں موجودہ اور آنے والی نسل کے ایمان کی بقا مشکل نظر آرہی ہے، دوسری جانب ہمیں ہر حال میں یہاں کا عزت دار اور باکمال شہری بن کر رہنا ہے، اس کیلئے عصری تعلیم پر خاصی محنت وتوجہ کی ضرورت ہے، مذکورہ باتیں امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی نے کہیں، پروگرام کے آخر میں پورے ضلع میں اس مہم کو عملی شکل دینے اور ان عظیم مقاصد کو زمین پر اتارنے کیلئے اکتیس باصلاحیت افراد پر مشتمل ایک تعلیمی مشاورتی ضلع کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جو ہر بلاک میں اس کام کو منظم انداز میں انجام دے گی۔

علم وتہذیب کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑے ہوں: رضوان احمد ندوی

سیکڑوں برس کے بعد آسمان وزمین کا پہلی مرتبہ جو رشتہ قائم ہوا وہ علم وقلم کے ذریعہ ہوا، علم نہ ہوتا تو نہ دین کا کوئی معاملہ استوار ہوسکتا اور نہ دنیا کا، اسلئے اس امت کی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ علم وتہذیب کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑے ہونے کی جدوجہد کرے، انہیں بنیادوں پر امارت شرعیہ کے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ہدایت پر پورے بہار میں ضلع سے بلاک کی سطح پر خود کفیل ابتدائی دینی تعلیم کے لئے مکاتب کا نظام قائم کرنے، معیاری اسکولوں کے قیام اور اردو زبان وادب کے فروغ کی تحریک چلائی جارہی ہے اور اسی سلسلہ میں بہار شریف میں یہ مشاورتی اجتماع منعقد ہوا کہ ہم سب لوگ نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور ان کے لیے مستقل لائحہ عمل بنائیں، ان خیالات کا اظہار مولانا رضوان احمد ندوی معاون ایڈیٹر ہفتہ وار نقیب نے دار القضاء امارت شرعیہ دائرہ بارہ دری، بہار شریف، ضلع نالندہ میں مختلف بلاک کے ذمہ دار علماء، ائمہ نقباء ودانشوران کے منتخب مجمع سے کیا۔ مولانا ندوی نے کتاب وسنت کی روشنی میں اسلام کے نظام تعلیم وتربیت پر تفصیلی روشنی ڈالی، اس کے بعد مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے امارت شرعیہ کی اس انقلابی تعلیمی تحریک کو مؤثر بنانے کے طریقۂ کار پر مدلل گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ ہر مسجد کو دینی تعلیم کا مرکز بنائیں، امام ومؤذن کو اس تعلیمی تحریک سے جوڑیں اور ان کے لئے اس کام کی وجہ سے مزید اکرامیہ مقامی طور پر جمع کر کے دیا کریں، نیز عصری تعلیم یافتہ اصحاب سے رابطہ کر کے اسکولوں کے قیام پر توجہ دیں، انہوں نے اس سلسلہ میں مشورہ دیا کہ امارت شرعیہ کے مطبوعہ کتابچہ نظام تعلیم کے رہنما اصول مرتب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پٹنہ کی رہنمائی میں کام کو آگے بڑھائیں۔ مجلس کے تمام شرکاء نے امارت شرعیہ کی اس تحریک کو کامیاب اور بامقصد بنانے کا عہد وپیمان کیا، اس کے بعد شرکاء کے مشورہ سے مرکز کی سطح پر ایک ضلعی تعلیمی مشاورتی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے نگراں قاضی شریعت بہار شریف مولانا منصور عالم صاحب بنائے گئے اور جناب محمد انصار رضوی صاحب صدر، مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب نائب صدر، مولانا ڈاکٹر یسین صاحب نائب صدر منتخب کئے گئے، جناب معین بابو جنرل سکریٹری اور دو نائب سکریٹری مولانا امجد صاحب اور مولانا انعام الحق صاحب مقرر ہوئے نیز مختلف بلاک سے آئے ۱۷ اصحاب ممبر بنائے گئے جن کی اگلی نشست ۱۴ر فروری کو منعقد ہوگی، اس مشاورتی اجتماع میں استقبالیہ کلمات مولانا قاضی منصور صاحب نے پیش کئے مولانا مفتی اعجاز صاحب مدرسہ اشاعت اسلام بہار شریف نے علم دین کی اہمیت اور فضیلت پر تفصیلی گفتگو کی نیز متعدد شرکاء نے بھی اظہار خیال کیا۔

امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک کو کامیاب بنائیں: مولانا قمر انیس قاسمی

بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنے، معیاری عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور اردو زبان کے تحفظ کے لیے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ریاست گیر تحریک بہت ہی موثر انداز میں پورے بہار میں جاری ہے، امارت شرعیہ کی اس تحریک کا مقصد یہی ہے کہ پورے معاشرہ میں ایک عمومی فکر پیدا ہوجائے اور اس فکر کا نتیجہ عمل سے ظاہر ہو۔ اسی پیغام کو لے کر امارت شرعیہ سے علماء کے قافلے مختلف ضلعوں میں جارہے ہیں اور اہل فکر ونظر کے ساتھ مل کر تحریک کو زمین پر اتارنے کی محنت کررہے ہیں۔ اسی ضمن میں ۳ر فروری کو ایک اہم مشاورتی اجلاس کا انعقاد شہر گیا کے معروف گنج میں واقع بانی امارت شرعیہ حضرت ابو المحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ انوار العلوم کی جامع مسجد میں ہوا، اجلاس کی صدارت مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے کی، انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں لوگوں سے امارت شرعیہ کی اس تحریک کو کامیاب بنانے کی اپیل کی، اس مشاورتی اجلاس میں مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے مولانا عبد اللہ انس صاحب معاون قاضی دار القضاء امارت شرعیہ اور مولانا سید محمد عادل فریدی قاسمی شریک ہوئے۔ مولانا سید محمد عادل فریدی صاحب نے نئی قومی تعلیمی پالیسی کے ذریعہ آنے والے خدشات اور اندیشوں کا ذکر کیا اور تفصیل سے بتایا کہ اقلیتوں کے تعلیمی نظام پر اس کے کیا اثرات پڑ سکتے ہیں اس پس منظر میں انہوں نے امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک کی اہمیت اور ضرورت کو تفصیل سے بیان کیا، جناب مولانا قاضی وسیم اختر صاحب قاضی شریعت نے اختتامی کلمات کے ساتھ اظہار تشکر کرتے ہوئے تمام شرکاء سے اپیل کی کہ منظم طریقہ سے امارت شرعیہ کی تحریک کے تینوں پہلوؤں کو عملی شکل دینے کے لیے مضبوط لائحہ عمل بنائیں، اس موقع پر ایک ضلع کمیٹی بھی تشکیل دی گئی، جس کو پورے ضلع کے ہر بلاک میں تحریک کو منظم کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

قوم ومعاشرہ تک علم کی روشنی پہونچانا ہم سب کی ذمہ داری: مولانا محمد عادل فریدی

بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنے، معیاری عصری تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے بیداری پیدا کرنے اور اردو زبان کے تحفظ کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ریاست گیر تحریک ہفتہ برائے ترغیب تعلیم و تحفظ اردو کے تحت صوبہ بہار میں یکم فروری سے شروع ہوئی، اسی ضمن میں یکم فروری کو ایک اہم مشاورتی اجلاس کا انعقاد دھرم پور سمستی پور کے سیف الاسلام اکیڈمی میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا ایوب نظامی ناظم مدرسہ صوت القرآن داناپور، پٹنہ نے کی۔ اس مشاورتی اجلاس میں مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب معاون قاضی دار القضاء امارت شرعیہ اور مولانا سید محمد عادل فریدی قاسمی شریک ہوئے۔ اس مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سید محمد عادل فریدی صاحب نے نئی قومی تعلیمی پالیسی کے حوالہ سے ممکنہ خدشات اور اندیشوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک میں اخلاقی پستی کی فضا چل رہی ہے اور دین بیزاری کا ماحول بنتا جارہا ہے، ساتھ ہی ملک میں اقتدار پر بیٹھے ہوئے لوگ چاہتے ہیں کہ ایک خاص مذہب وعقیدہ کے رسم ورواج، عقائد وخیالات کو پورے ملک پر تھوپ دیں، ایسی صورت حال میں اپنی آنے والی نسل کے دین وایمان کو بچانے اور ان کو اخلاق سوز ماحول سے محفوظ رکھنے کے لئے شہر سے لے کر گاؤں تک ہر چھوٹی بڑی آبادی جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب قائم کیے جائیں، ساتھ ہی اپنے معیاری عصری ادارے قائم کیے جائیں جس میں معیاری تعلیم کے ساتھ دینیات اور اردو زبان کو بھی لازمی طور پر شامل کیا جائے۔ انہوں نے اردو زبان کے تحفظ کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے گذارش کی کہ اردو کو فروغ دینے کی انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے، اپنے گھروں میں اردو پڑھنے لکھنے اور بولنے کا ماحول بنائیں، اپنے بچوں کو اردو سکھائیں، گھر میں اردو کا اخبار اور اردو کے رسائل ضرور منگوائیں، انہوں نے شرکاء سے گذارش کی کہ امارت شرعیہ کے اس جامع منصوبہ کا مطالعہ کریں اور اس میں بتائے گئے طریقہ کار کے مطابق امارت شرعیہ کی اس تحریک کو زمین پر اتارنے میں معاون بنیں۔ نئی تعلیمی پالیسی کے ذریعہ جو فکری یلغار ہونے والی ہے اس کے سد باب کے لیے ہمیں اپنے نظام تعلیم کو مضبوط کرنا ہوگا۔ مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے تعلیم کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم کے حصول کا مقصد انسانیت کو اچھے اخلاق کا حامل بنانا ہے اور انسان کے اندر انسانیت کو پیدا کرنا ہے، تعلیم برائیوں کو اچھائیوں سے بدلنے کا نام ہے، آپ اپنے معاشرہ کو اخوت وہمدردی والا معاشرہ بنائیے، جب تعلیم کو حسن اخلاق اور حسن کردار پیدا کرنے کے مقصد سے حاصل کیا جائے گا تو تعلیم کا نفع عام ہوگا اور پوری انسانیت کو صحیح راستہ ملے گا۔ مولانا صدام حسین صاحب نے اپنی افتتاحی گفتگو میں امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ کے ذریعہ انجام پانے والے کاموں کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے اس تحریک کو زمین پر اتارنے کے لیے مضبوط لائحہ عمل بنانے پر زور دیا۔ اخیر میں اپنے صدارتی خطاب کے دوران مولانا ایوب نظامی صاحب نے امارت شرعیہ کی اس تعلیمی تحریک کے تینوں پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے، اس کو عملی شکل دینے کے طریقے بتائے۔ اخیر میں ان کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

مشترکہ جدوجہد کے بغیر اردو کی آبیاری ممکن نہیں: مفتی سہیل اختر قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام ''ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' کے موقع پر شہر کے مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر بھاگلپور میں دانشوران اور شہر کے ادباء، علماء کا ایک اجلاس عام یکم فروری کو منعقد ہوا، اس موقع پر پروگرام کے کنوینر اور صدر مجلس مفتی سہیل اختر قاسمی نے کہا کہ اسلام میں جس علم کے حصول کی بات کی گئی ہے، وہ علم نافع ہے خواہ وہ علم مدارس کی چٹائیوں پر حاصل کیا جائے یا اسکول کے بینچوں پر، انہوں نے اردو کے تحفظ پر توجہ دینے کی گزارش کرتے ہوئے کہا کہ کمال پاشا نے صرف عربی زبان پر پابندی لگائی تھی، چار براعظموں میں پھیلی حکومت کا خاتمہ ہوگیا تھا، اس لئے ہم سب سے پہلے اپنی نسلوں کو مسلمان بنائیں، پہلے کلمہ پڑھائیں، انہیں اردو پڑھائیں۔ ہمیں اس کے لئے مدارس کے ساتھ اسکولوں کی داغ بیل ڈالنی ہوگی، اسکولوں میں درجہ اول سے لیکر پنجم تک اردو نہیں پڑھائی جارہی ہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں انگریزی اور ہندی بھی جاننا ضروری ہے تبھی اپنی باتوں کو دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں، اس موقع قاضی شریعت مفتی خورشید انور قاسمی ودیگر حضرات نے بھی اجلاس کو خطاب کیا۔

آنے والی فکری گمراہیوں سے اپنی نسل کی حفاظت کیجئے: قاضی انظار عالم قاسمی

امارت شرعیہ کی انقلابی تعلیمی تحریک ''ہفتہ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' کے تحت مورخہ ۲/فروری کو شہر بیگوسرائے کی کچہری مسجد میں ضلع بیگوسرائے کے علماء، ائمہ، پروفیسرس، صحافی، ایڈوکیٹ، ذمہ داران مدارس واسکول، سماجی وسیاسی حضرات کا ایک خصوصی مشاورتی اجلاس حضرت مولانا انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء پٹنہ کی صدارت اور حضرت مولانا عبد العظیم حیدری مظاہری قاضی شریعت بیگوسرائے کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ اپنے کلیدی خطاب میں قاضی انظار صاحب نے فرمایا کہ اس وقت حکومت کی منشاء یہ ہے کہ ہندوستان کے جمہوری اقدار کو ختم کردیا جائے اور ایک ایسا تعلیمی نظام اور نصاب پورے ملک پر مسلط کردیا جائے، جس کے اندر دوسری تہذیب وثقافت، افکار ونظریات، عقائد وخیالات کی کوئی گنجائش نہ ہو بلکہ پورا ملک ایک تہذیب وثقافت، عقائد وخیالات، افکار ونظریات اور رسوم و رواج کو پڑھنے پر مجبور ہوجائے، انہیں ایسا تعلیمی نظام چاہیے، جس میں مشترکہ تہذیب، سیکولر اقدار، جمہوریت، بھائی چارہ، اتحاد واتفاق اور ہندستان کی گنگا جمنی تہذیب کا کوئی گذر نہ ہو، ایسی صورت حال میں تمام لوگوں کو اس بات کی فکر کرنی ہوگی اور اسکے لیے عملی کوشش کرنی ہوگی کہ اپنے نظریات وخیالات اور عقائد وافکار، زبان وتہذیب اور ثقافت کی حفاظت کریں اور ان کو اپنے بچوں کے اندر منتقل کریں تاکہ اس تعلیمی پالیسی کے راستے سے فکری گمراہیوں کا جو سیلاب آرہا ہے، اس سے ہم اپنے آنے والی نسل کو بچا سکیں، اس کی عملی شکل یہ ہے کہ ہم ہر گاؤں میں بنیادی تعلیم کے مکاتب قائم کریں، اپنے عصری ادارے قائم کریں اور اپنی زبان کی حفاظت کریں۔ اجلاس کا آغاز مولانا محمد اشرف قاسمی کی تلاوت قرآن اور لقمان عثمانی کی نعت پاک سے ہوا، اس اجلاس میں ضلع کے مختلف بلاکوں سے بڑی تعداد میں ذمہ داران نے شرکت کی۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

تعلیم کو عام کرنے اور اردو کے تحفظ کے لئے امارت شرعیہ کی ریاست گیر تحریک

بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنے، معیاری عصری تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے بیداری پیدا کرنے اور اردو زبان کے تحفظ کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر پھلواری شریف پٹنہ میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی، اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ نے ہمیشہ ہی وقت اور حالات کے تقاضوں پر گہری نظر رکھی ہے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق ہر میدان میں ملت کی رہنمائی کی ہے، اس وقت ملک میں جو فضا چل رہی ہے اور دین بیزاری کا جو ماحول بنتا جا رہا ہے، ساتھ ہی ملک میں اقتدار پر بیٹھے ہوئے لوگ چاہتے ہیں کہ ایک خاص مذہب وعقیدہ کے رسم ورواج، عقائد وخیالات کو پورے ملک پر تھوپ دیں، ایسی صورت حال میں اپنی آنے والی نسل کے دین وایمان کو بچانے اور ان کے اندر اسلامی افکار وخیالات اور عقائد ونظریات مستحکم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایسا نظام قائم کریں کہ ہر بچے کو دین کی لازمی تعلیم دی جا سکے اور یہ نظام مکاتب کے ذریعہ ہی ممکن ہے، اس لیے امارت شرعیہ نے یہ تحریک شروع کی ہے، تحریک کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ قوم کے لوگ جن کے پاس اللہ نے دولت دی ہے وہ اپنی دولت کو قوم کی ترقی کے لیے لگائیں، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے کسی بھی قوم کی ترقی کا دارومدار بڑی حد تک تعلیم وٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کرنے پر منحصر ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ایسے معیاری تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں، جن میں پڑھ کر قوم کے بچے تعلیم وٹیکنالوجی کے اعلیٰ معیار کو پہونچ سکیں، ساتھ ہی وہاں اسلامی ماحول میں اخلاقی تربیت بھی پا سکیں۔ اس وقت ایک بڑا مسئلہ اپنی تہذیب اور زبان کی حفاظت کا بھی ہے، اردو زبان جس کی گراں قدر خدمات ہیں، جس زبان کا ملک کی آزادی اور اخلاق وکردار کے بنانے میں اہم رول رہا، آج اس زبان کا وجود خطرے میں محسوس ہوتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے پڑھنے، لکھنے اور بولنے کا ماحول بنائیں، بلکہ اردو کے تحفظ کی ایک مہم چلائیں۔ اس موقع سے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے بتایا کہ تعلیمی انقلاب کے لیے امارت شرعیہ نے ایک جامع منصوبہ پیش کیا ہے، جس میں بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب کے قیام کی ضرورت اور اہمیت واضح کی گئی ہے اور مکاتب کے قیام کا عملی طریقہ کار بھی بتایا گیا ہے، اس میں عصری تعلیمی اداروں کے قیام کی ترغیب بھی دی گئی ہے، اور اردو کے تحفظ کے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر عملی اقدامات کیا کیے جا سکتے ہیں، اس کو بھی بیان کیا گیا ہے، امارت شرعیہ کی جانب سے یہ پورا منصوبہ کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ اس پریس کانفرنس میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی، صدر مفتی سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ مفتی سعید الرحمان قاسمی، ڈاکٹر نثار احمد، مولانا ارشد رحمانی، مولانا نصیر الدین مظاہری ودیگر ذمہ داران موجود تھے۔

اردو کے تحفظ کے لیے اردو داں طبقہ کو ایماندارانہ کوشش کرنی ہوگی: محمد شبلی القاسمی

علم انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے جس کے بغیر کوئی بھی قوم کامیاب نہیں ہوسکتی ہے، اسلام نے اپنے ابتدائی ایام سے علم کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں بیٹھانے کی کامیاب کوشش کی ہے؛ لیکن افسوسناک بات ہے کہ مسلمان ہی علم کے میدان میں پیچھے ہیں، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر مدھوبنی میں ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کے عنوان سے امارت شرعیہ کی ریاست گیر مہم کے تحت منعقد ہونے والے خصوصی مشاورتی اجلاس میں کہیں، اس موقع پر مولانا نوشاد صاحب چندرسین پور، ماسٹر عبدالاحد صاحب دملہ، ڈاکٹر عالم صاحب عشورہ، مفتی مہتاب عالم قاسمی، مشتاق احمد یکہتہ، مولانا مطیع الرحمٰن صاحب پرنسپل مدرسہ رحمانیہ یکہتہ نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور امارت شرعیہ کی اس تحریک کی ستائش کی، اس تحریک کو وقت کی ضرورت بتایا اور اس کو زمینی سطح پر اتارنے کے لیے مفید مشورے دیے، اس مشاورتی اجلاس میں درج ذیل اہم تجاویز منظور کی گئیں۔

(۱) امارت شرعیہ کی تحریک برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کو ضلع سے لے کر بلاک، پنچایت، گاؤں اور گھر گھر تک پہونچانے کے لیے ہم منظم حکمت عملی تیار کریں، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی اس آواز اور تحریک کو وقت کی اہم ضرورت تصور کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں آج کے بعد بلا تاخیر ہر سطح پر لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے (۲) دینی مکاتب کا مضبوط نظام ہی ہمارے بچوں کو دین اور ایمان کے ساتھ جوڑے رکھنے کا ذریعہ ہے، بنیادی دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کا واحد یہ راستہ ہے، ہم ہر گاؤں اور آبادی میں مکاتب کا خود کفیل نظام قائم کرنے کے لیے آگے آئیں گے، مساجد کے ائمہ حضرات سے رابطہ کر کے اس کی فکر شروع کر دیں گے، کوشش کریں گے کہ مساجد سے الگ مکاتب کا قیام عمل میں آجائے، بصورت دیگر مساجد میں ہی اس نظام کو شروع کر دیں گے، ہمارے معاشرہ کا کوئی بچہ یا بچی بنیادی ضروری تعلیم سے ناآشنا نہ رہ جائے اس کی بھرپور سعی کی جائے گی (۳) جدید عصری معیاری تعلیمی ادارہ، مضبوط اسکولی نظام اور تقابلی امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوچنگ سنٹرز کا قیام باعزت شہری، زندہ اور نافع قوم کی حیثیت پانے کے لیے بہت ضروری ہے، ہم ان اداروں کو قائم کرنے کے لیے لائحہ عمل تیار کریں گے، اس کے لیے علاقہ میں ان علوم کے ماہرین سے مشورہ کے بعد امکانات کا جائزہ لیں گے اور بلاک سے پنچایت کی سطح تک ادارے قائم کرنے کے لیے انتھک کوشش کریں گے، اسباب ووسائل تلاش کریں گے اور ہر طرح کی قربانی پیش کرتے ہوئے فوری اقدامات کریں گے (۴) اردو زبان ہماری مادری زبان ہی نہیں، بلکہ ہماری تہذیب وثقافت کی علامت کے ساتھ ساتھ ہمارے دینی وملی سرمایے کا علمی محافظ بھی ہے، آہستہ آہستہ ملی تازگی ختم کرنے کی منظم سازش رچی جا رہی ہے، اور دانستہ نادانستہ ہم خود بھی اس عمل میں اغیار کے ساتھ برابر کے شریک رہے ہیں، ہم عہد کرتے ہیں کہ اردو زبان کے فروغ کے لیے خود آگے بڑھیں گے، اردو پڑھیں گے، لکھیں گے، اپنے بچے اور بچیوں کو بھی پڑھائیں گے اور لکھائیں گے، معاشرہ میں اردو اخبارات اور لٹریچر پڑھنے کا ماحول بنائیں گے، اپنی درخواستیں اردو میں لکھیں گے اور بول چال میں بھی اردو الفاظ کا استعمال کریں گے (۵) اپنی آبادیوں میں چل رہے نجی اداروں میں اردو میں نیم پلیٹ لگائیں گے، سرکاری دفتروں میں بلاک سے پنچایت تک اردو میں نیم پلیٹ لگائے جائیں، اس کے لیے تحریک چلائیں گے، سرکاری سطح پر اردو کے ساتھ ہو رہی ناانصافیوں کے خلاف پوری طاقت کے ساتھ آواز اٹھائیں گے (۶) اس اجلاس میں جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، ہم اس کا بھرپور تعاون کریں گے، ہر قدم پر شانہ بہ شانہ ان کے ساتھ کھڑے رہیں گے، منظور شدہ تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جو اقدامات کیے جائیں گے ان کو زمین پر اتارنے کے لیے اپنے اثر ورسوخ کا حتی الامکان استعمال کریں گے، اجلاس کی نظامت مفتی ابوذر استاذ مدرسہ فلاح المسلمین نے کی، اس اجلاس میں ضلع مدھوبنی کے مختلف بلاکوں کے صدر، سکریٹری، نقیب اور نائب نقیب بھی شریک ہوئے، اس موقع سے ایک ضلعی کمیٹی بھی بنائی گئی جس کو تحریک کی تجاویز کو ضلع کے تمام بلاکوں اور پنچایتوں میں عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری دی گئی، پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے کارکنان نے پوری توانائیاں صرف کیں، قائم مقام ناظم صاحب نے مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا، دربھنگہ میں بھی اس موضوع پر بصیرت افروز خطاب کیا، اجلاس میں دارالقضا دربھنگہ کے قاضی شریعت مولانا محمد ارشد قاسمی کے ساتھ بہت سارے علماء، ائمہ اور دانشوروں نے اپنی آرا پیش کیں۔

سرفرازی وسربلندی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے: مولانا سہیل احمد ندوی

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے بینر تلے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کے عنوان سے ایک مشارتی اجلاس ۳/فروری ۲۰۲۱ء کو مدرسہ اسلامیہ عربیہ ڈومری شیوہر کے وسیع احاطے میں منعقد ہوا، حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی زید مجدہ العالی کی ہدایت کے مطابق پوری ریاست میں امارت شرعیہ کی طرف سے یہ پروگرام جاری ہے، پروگرام کی صدارت کرتے ہوئے مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ سرفرازی وسربلندی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے، لوگوں کو دینی تعلیم اور اردو کے تحفظ کے لئے سامنے آنا چاہئے، یہ سبھوں کی ذمہ داری ہے، امارت شرعیہ کا مقصد ہر گھر تک دینی تعلیم اور اردو کو پہونچانا ہے، آپ لوگ امارت شرعیہ کی اس تحریک کو کامیاب بنائیں، اس پروگرام کی قیادت ڈاکٹر محمد شمس الحسن سکریٹری مدرسہ ہذا نے کی اور نظامت مدرسہ ہذا کے استاذ مولانا ساجد اقبال قاسمی نے کی، اس پروگرام میں ضلع شیوہر کے علماء کرام، اہل علم، ائمہ کرام، متولیان مساجد دانشور حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور دینی وعصری تعلیم کی ترویج واشاعت کے تعلق سے اپنے قیمتی آراء سے سامعین کو مستفید فرمایا، پروگرام کے بعد ایک فعال ضلعی کمیٹی کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

دینی تعلیم کو عام کرنے اور اردو زبان کی حفاظت کی فکر کریں: مفتی وصی احمد قاسمی

یکم فروری ۲۰۲۱ء بروز سوموار ''مسجد رضوان'' پورنیہ میں حضرت مولانا مفتی وقاضی وصی احمد صاحب قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی قیادت میں ایک پروگرام منعقد ہوا، جس میں علاقے کے باشعور افراد کثیر تعداد میں شریک ہوئے، قائد وفد نے ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے حاضرینِ محفل سے کہا کہ بنیادی دینی تعلیم کی فکر کریں، تمام مسلم آبادیوں میں نئی نسل کے دین وایمان کی سلامتی کے ساتھ دینی ماحول میں عصری تعلیمی ادارے، مکاتب اور اسکول قائم کیے جائیں، آج بڑے پیمانے پر اردو زبان کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں جو کہ ہماری تہذیب وثقافت کے لئے نہایت خطرناک ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں اردو بول چال کو رواج دیں، اردو اخبار اور ماہانہ رسالہ خرید کر خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کا بھی اردو پڑھنے لکھنے کا مزاج بنائیں، اردو زبان فقط ہماری مادری زبان ہی نہیں ہے بلکہ دین وتہذیب کا حصہ ہے، قاضی صاحب نے مختلف بلاک سے آئے ہوئے ذمہ داروں اور دانشوروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم قوم بڑی تیزی کے ساتھ اپنی تہذیب وثقافت اور اسلامی روایات سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ پورنیہ نے بھی سامعین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر مسلمان اپنی نسل کو اسلام پر باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اپنی آبادیوں میں مکاتب قائم کریں اور اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کریں، مختلف بلاک سے آئے ہوئے امارت شرعیہ کے نقباء، علماء کرام وائمہ حضرات اور علم دوست افراد نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، کشن گنج، کٹیہار اور ارریہ میں بھی اجتماعات ہوئے اور تعلیمی مشاورتی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

ضلع کھگڑیا میں تعلیمی انقلاب کے لئے اقدام کا آغاز: محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کی تحریک ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کی مناسبت سے مورخہ ۱/فروری ۲۰۲۱ء کو شہر کھگڑیا کے میر غیاث چک جامع مسجد میں ضلع کھگڑیا کے علماء، ائمہ، دانشوران، ذمہ داران مدارس واسکول، نقباء حضرات وسماجی کارکنان کا ایک مشاورتی اجلاس زیر صدارت نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مفتی محمد سہراب ندوی صاحب منعقد ہوا، اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ ''ہفتہ برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ کی مفکرانہ بصیرت نے ملت کو دنیا وآخرت کی کامیابی کی ایسی راہوں کی طرف متوجہ کیا ہے، جو مستقبل میں ایمان کے تحفظ کا وسیلہ بھی ہے اور عزت وترقی کا ضامن بھی، بنیادی دینی تعلیم، معیاری عصری تعلیم اور اپنی زبان وثقافت کی حفاظت بلاشبہ اہم ترین ملی ضرورت ہے، اجلاس میں شریک تمام حضرات نے نہایت جوش وخروش کے ساتھ حضرت امیر شریعت اور امارت شرعیہ کے پیغام کو عملی جامہ پہنانے کا عہد کیا اور حاضرین نے امارت شرعیہ کے اس اقدام کو ایک انقلابی قدم قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ اس سے کھگڑیا میں ایک نیا تعلیمی انقلاب آئے گا، اجلاس کا انتظام اور مہمانوں کا اکرام شاندار انداز میں میر غیاث چک کے ذمہ داروں اور نوجوانوں نے انجام دیا، اسی طرح کے پروگرام لکھی سرائے، جموئی، شیخ پورہ، مونگیر وغیرہ میں بھی منعقد ہوئے جو کامیاب بھی رہا اور لوگوں نے اس کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر امارت شرعیہ کے اس قدم کو انقلابی قدم بتایا۔

انڈونیشیا کا درخشاں باب

مولانا عبدالواحد رحمانی

دنیا کے سلگتے ماحول میں اس وقت سب سے اہم مسئلہ تحفظ، امن اور ہم آہنگی کا ہے۔گزشتہ چند دہائی میں دنیا نے تیزی سے معاشی ترقی حاصل کی ہے۔نفیس طرز زندگی، معیاری رفتار اور وسائل کی جدید سہولتیں اس کی مثال ہیں۔ کچھ ممالک نے تو اقتصادی نمو اور خوشحالی کی بلندیوں کو چھولیا ہے، لیکن افسوس کہ جس تیزی کے ساتھ مادی وسائل کی فراوانی ہوئی، اسی رفتار سے عدم تحفظ اور نفرت کی توسیع بھی ہوئی ہے۔حکمراں شہریوں میں امن اور ہم آہنگی کی فضا کو فروغ دینے میں ناکام ہیں۔حال کے برسوں میں ہندوستان پر نظر ڈالیں تو کچھ اسی طرح کا احساس ہوتا ہے۔دنیا میں کچھ خطے ایسے ہیں جہاں ترقی کے ساتھ انصاف پر مبنی نظام دوسروں کیلئے آئیڈیل ہے۔ایشیاء اور آسٹریلیا کے مابین ہزاروں جزیروں کی زنجیر پر مشتمل انڈونیشیا دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ نما مسلم ملک ہے، جسے امن وآشتی، محبت وشفقت، خوشحالی وخوبصورتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہاں صدیوں سے مختلف ذات، مسلک، مذہب اور نظریات کے حامل لوگ شیر وشکر ہوکر رہتے ہیں۔انڈونیشیا کی تاریخ کو بنی نوع انسان کے طلوع فجر کے طور پر نشان زد کیا جاتا ہے، کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے ابتدائی انسان کی باقیات کا پتہ لگایا گیا تھا۔قدیم دور میں انڈونیشیا نے عظیم سلطنتوں کا عروج دیکھا جس نے تقریبا پورے جنوب مشرقی ایشیاء پر حکمرانی کی۔اس خطے کو تاریخ میں کلیدی کردار ادا کرنے والا مانا جاتا ہے۔غیر ملکی نوآبادیات اور دونوں عالمی جنگوں کی لہر سے آزادی حاصل کرنے کے بعد، انڈونیشیا ایک متحدہ ملک کے طور پر ابھرا اور کبھی پیچھے مڑکر نہیں دیکھا، روز ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔

روئے زمین پر یہ سب سے زیادہ مسلم آبادی والا ملک ہے۔ ہندوستانی تہذیب وثقافت سے مماثلت رکھنے والا یہ جمہوریہ اپنے دامن میں سبھی مذاہب میں اعتقاد رکھنے والوں کو سمیٹے ہوئے ہے، کثرت میں وحدت اور تنوع میں انفرادیت کا خوبصورت گلدستہ ہے۔متعدد رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے یہاں 700 سے زائد زبانیں بولتے ہیں، لیکن ان کی گفتگو ملک کے لئے اتحاد وہم آہنگی سے منسلک ہوتی ہیں۔ جغرافیائی طور پر انڈونیشیا 17000 جزیروں کا ایک گھر ہے، جہاں تقریبا 267 ملین افراد رہتے ہیں، ان میں 230 ملین مسلمان ہیں اور 30 ملین وہ اقلیتیں ہیں جو عیسائی، ہندو اور بودھ دھرم سے تعلق رکھتے ہیں۔سبھوں نے مل جل کر رہنے اور اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کے احترام کا جو احساس پیدا کیا ہے، اس نے اس ملک کو امن وہم آہنگی کا جزیرہ بنادیا ہے، آج پوری دنیا میں انڈونیشیا ایک آئیڈیل کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔ 31 صوبوں پر مشتمل انڈونیشیا اب دنیا کی تیسری سب سے زیادہ آبادی والی جمہوریت ہے۔

ہندوستان کی طرح آئینی طور پر انڈونیشیا ایک جمہوریہ ہے، جو رواداری اور افہام وتفہیم کے احساس کو تشکیل دیتا ہے۔ یہاں ہر شہری اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے فرض منصبی کے طور پر جمہوری خیالات کی پیروی کرتے ہیں، خوشحالی، ترقی، آزادی، انصاف، برادرانہ جذبہ اور مساوات کو ترجیح دیتے ہیں۔سب کے حقوق کی پاسداری اور ضروریات کی تکمیل حکومت کی ترجیحات میں شامل ہیں۔

تاریخ پر نظر ڈالیں تو انڈونیشیا میں اسلام تاجروں اور مسافروں کے ساتھ 15 ویں صدی کے دوران آیا، جب یہاں غیر اسلامی نظریات کے حامل قومیں آباد تھیں، مسلمانوں نے محبت، رواداری اور ہم آہنگی کا عملی سبق عام کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔مقامی باشندے ان کی اخلاقی تعلیمات سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنا شروع کردیا، دھیرے دھیرے مسلم اقلیت اکثریت میں تبدیل ہوگئی۔سبھوں نے مل کر ملک وقوم کے وقار کیلئے کام کیا۔وہ روش آج بھی قائم ہے اور اب وہاں کے مسلم حکمراں محبت اور بھائی چارہ کے اس سبق کے ساتھ سب کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں، اس کا نتیجہ ہے کہ سبھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے ترقی اور خوشحالی کیلئے کوشاں ہیں۔

انڈونیشیا میں اسلام کی نشوونما کے ساتھ اس کے مثبت پہلوؤں نے ہمیشہ تحریک کا کام کیا اور دلوں پر راج کیا۔اسلام کی حقیقی عکاسی نے ملک میں محبت، شفقت کو بڑھانے کیلئے اہم کردار ادا کیا۔سیاسی قائدین اور مذہبی علماء اسلام کی حقیقی روح اور جذبے کی تبلیغ کررہے ہیں اور قوم کے امن، سکون، رواداری اور شہری حقوق کو فروغ دینے میں کلیدی رول ادا کررہے ہیں۔ یہاں کے لوگ قرآن اور حدیث کو دل وجان سے سمجھتے ہیں اور اسے اپنی زندگی میں نافذ کرتے ہیں۔وہ نہ صرف صحیح اسلامی عقائد کا مطالعہ کرتے ہیں بلکہ اپنا فرض اور ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔

قرآن پاک کا کہنا ہے کہ 'سب سے کامل شخص وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آتا ہے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے: 'رحمٰن کے حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جو بے وقوف ان کو غلط طریقے سے مخاطب کرتے ہیں تو وہ صرف سلامتی سے جواب دیتے ہیں' (قرآن 25:63)۔آج انڈونیشیا اس تعلیم کی جھلک دکھا رہا ہے، وہ پرجوش، مہمان نواز، روادار ملک کے طور پر مشہور ہے۔اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں اور کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، انڈونیشی باشندے آپ کا استقبال کھلے بازوؤں سے کریں گے۔تباہ کن سونامی اور عالمی کساد بازاری کے باوجود انڈونیشیا نے عالمی معیشت میں لمبی لکیر کھینچی ہے اور دنیا کی امیر ترین ممالک کے جی 20 گروپ کا حصہ بن چکا ہے۔مینوفیکچرنگ ملک کی معیشت کا سب سے بڑا جزو ہے۔اہم برآمدات میں خام پیٹرولیم اور قدرتی گیس کے علاوہ ربڑ، کافی، کوکو اور پام آئل شامل ہیں۔ایسا نہیں ہے کہ وہاں انتہا پسندی سر نہ اٹھاتی ہے، لیکن انڈونیشی عوام کی پرامن زندگی کا بنیادی نظریہ، اعتدل پسند خیال، اور رواداری کا لحاظ بنیاد پرستوں اور انتہا پسندوں کا رخ موڑ دیتا ہے۔ہم ہندوستان میں اسی راہ سے اندھ بھکتی اور انتہا پسندی کا خاتمہ کرسکتے ہیں، جیو اور جینے دو کی ذہنیت ہی ہماری ترقی کی روح اور جمہوریت کی اصل بنیاد ہے۔

ہندوستان میں جب سے خاص آئیڈیالوجی کے لوگ مرکز پر براجمان ہوئے ہیں، نفرت کے نئے نئے راستے تلاش کئے جارہے ہیں، ان کو امن، ہمدردی، آپسی محبت، جمہوریت اور انسانیت سے کوئی مطلب نہیں ہے، وہ نہیں جانتے مجبوروں کا درد اور غریب کاشتکاروں کی بے بسی کیا ہوتی ہے۔ پہلے دلت اور مسلمان، اب کسان پھر آگے کوئی اور، ایک ایک کرکے اتحاد کی کڑیوں کو کمزور کررہے ہیں۔ہمیں حکمراں بی جے پی اور اس کے کھیون ہاروں کی سازش کو سمجھنا ہوگا کہ اکثریت کو اقلیت کا خوف دکھا کر پولرائزیشن کا مقصد، صرف اور صرف ہندوستان کی تاریخ مٹانے، اکھنڈ بھارت اور ہندو ریاست کی تشکیل ہے۔اقلیت اور اکثریت دونوں کو انڈونیشیا کا آئیڈیل پیش کرکے منت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے نفرت کو ہوا دی، گنگا جمنی تہذیب کو غرقاب کیا اور نادانوں کے جال میں پھنس گئے تو نفرت کے سوداگر کامیاب ہوجائیں گے اور انسانیت ہار جائے گی۔ہمیں ان کو کسی حال میں کامیاب ہونے نہیں دینا ہے، سچ اور انصاف میں بڑی طاقت ہوتی ہے، آخر جیت اسی کی ہوگی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۵/۱۱۸/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ حسینیہ پلاول ہزاری باغ)

سلمٰی خاتون بنت محمد سلطان مقام پیرا ڈاکخانہ پیرا ضلع ہزاری باغ۔فریق اول

بنام

علی خان ولد ہزاری خان مقام بران باڑہ ڈاکخانہ منڈرایل ضلع کڑولی راجستھان۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء مدرسہ حسینیہ پلاول ہزاری باغ میں غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶/شعبان ۴۲ھ مطابق ۲۰/مارچ ۲۰۲۱ء روز سنیچر کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۸/۵۳۸/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون روہتاس)

رومانا رضاء بنت عبدالغنی مقام بلکیا ڈاکخانہ ادھم پور ضلع اورنگ آباد۔فریق اول

بنام

مشتاق احمد ولد عبدالرؤف مرحوم مقام اجمیر نگر ڈاکخانہ وضلع اورنگ آباد۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء ڈہری اون سون روہتاس میں عرصہ نو سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۱/مارچ ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۱۲/۲۳۹۳۹/۱۴۴۱ھ

شبینہ خاتون بنت محمد ظہیر مرحوم مقام لودی پور نز د کواٹر نمبر ۹۵ بینک روڈ ڈاکخانہ جی پی او ضلع پٹنہ۔فریق اول

بنام

ریاض الدین عباسی ولد بدرالدین عباسی مقام بہرام باغ زمزم چکن شوپ جوگیشوری ویسٹ ممبئی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ میں عرصہ دو سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۳/مارچ ۲۰۲۱ء روز سنیچر کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

طب وسائنس

اشارے کیا کہتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ آنکھیں روح کی کھڑکیاں ہوتی ہیں اور یہ ایسا غلط بھی نہیں ہے اپنے دوستوں اور عزیزوں کی آنکھوں میں دیکھ کر آپ ان کے جذبات اور موڈ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ آنکھوں کو ناقدانہ انداز سے دیکھ کر آپ متعدد طبی مسائل یا بیماریوں کے بارے میں بھی جان سکتے ہیں؟ آنکھوں کے بارے میں چند ایسے ہی راز جانیں ڈان نیوز کے توسط سے- یہ آنکھیں بظاہر تو بے ضرر لگتے ہیں مگر وہ اندر چھپی بیماریوں کو افشاء کررہی ہوتی ہیں۔

آنکھوں کے گرد دانے

اگر آنکھوں کے کونوں یا قریب دانہ نکلا ہو تو آپ اس سے ہونے والے درد اور خارش سے واقف ہوں گے، پلکوں کے قریب ایسے دانے ایک گلینڈ بلاک ہونے کے باعث نمودار ہوتے ہیں اور چند دن بعد غائب ہوجاتے ہیں، تاہم اگر یہ بار بار سامنے آئیں تو یہ سنگین علامت ہوسکتے ہیں، اگر ایسے دانے اکثر سامنے آئیں یا طویل عرصے تک برقرار رہیں تو ڈاکٹر سے رجوع کیا جانا چاہیے۔

بھنوں کا گرنا

بھنوں کے بال گرنے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، عمر بڑھنا، ذہنی تناؤ اور کسی غذائی جز کی کمی، مگر ایک ممکنہ وجہ تھائی رائیڈ ہارمونز کی جسم میں بہت زیادہ کمی ہے جو کہ سر کے بالوں سے محرومی کا باعث بھی بن سکتا ہے، اگر بھنوں کے ساتھ سر کے بال بھی گر رہے ہیں تو ڈاکٹر سے رجوع کیا جانا چاہیے۔

نظر کی دھندلاہٹ

آج کل بیشتر افراد گھنٹوں گھر یا دفتر میں کمپیوٹرز یا کسی بھی طرح کی اسکرین کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں آنکھیں جلنا یا دھندلانے لگتی ہیں، اب اسے ڈیجیٹل آئی اسٹرین کا نام بھی دیا گیا ہے، جس کا حل نہ نکالنے پر بینائی تیزی سے کمزور ہونے لگتی ہے، اگر آپ کو اس علامت کا سامنا ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کرکے اس کا حل نکالنا چاہیے۔

نظر نہ آنا یا چیزیں زیادہ نظر آنا

بینائی میں کسی بھی قسم کی تبدیلی خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے جس کے لیے فوری ردعمل ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، خاص طور پر اگر بینائی اچانک غائب ہوجائے، ایک چیز دو یا زیادہ نظر آنے لگے، چیزیں کچھ لمحوں کے آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جائیں تو فوری طور پر طبی امداد حاصل کرنی چاہیئے کیونکہ اکثر یہ فالج کی پہلی علامت ہوتی ہے۔

گہرے حلقے

آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے اکثر افراد کے پڑجاتے ہیں جس کی وجہ عام طور پر نیند کی کمی ہوتی ہے۔ یعنی رات گئے تک جاگنا اور جلد اٹھ جانا آنکھوں کے گرد حلقوں کا باعث بن جاتا ہے، تاہم اگر یہ حلقے مناسب نیند لینے کے باوجود ختم نہ ہو تو طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ دیگر طبی مسائل کا اشارہ ہوسکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہ تھائی رائیڈ (بے نالی غدود) یا خون کی کمی جیسے امراض کی علامت بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کے مطابق اگر آپ مناسب نیند لیتے ہیں مگر پھر بھی خود کو تھکاوٹ کا شکار محسوس کرتے ہیں یہ تھائی رائیڈ یا خون کی کمی کی علامت ہوسکتی ہے، ایسے حالات میں اپنے ڈاکٹر سے رجوع کرکے ان دونوں کیفیات کا ٹیسٹ ضرور کروائیں۔

آنکھوں میں پیلاہٹ

اگر آپ کی آنکھوں کا سفید حصہ زرد یا پیلاہٹ زدہ نظر آنے لگے تو یہ جان لیوا جگر کے امراض کی ممکنہ علامت ہوسکتی ہے جسے کسی صورت نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ طبی ماہرین کے مطابق آنکھوں کی یہ رنگ ہیپاٹائٹس، جگر کے صحیح سے کام نہ کرنے یا دیگر امراض کے باعث بھی ہوسکتی ہیں۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر سے فوری رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ ضروری نہیں کہ جگر کے امراض نے آپ کو شکار کیا ہو تاہم ایسا ہوا بھی ہے تو ابتدائی سطح پر ہی ان پر زیادہ موثر طریقے سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

آنکھوں میں سرخی

اگر آپ کی آنکھیں بہت سرخ یا ان میں سرخ لکیریں بن گئی ہوں تو پہلی فرصت میں ڈاکٹر کے پاس پہنچ جائیں کیونکہ یہ سنگین امراض جیسے آشوب چشم، پپوٹوں کی سوزش، آنکھ کے پردے کے ورم اور کسی قسم کے موتیا کی جانب اشارہ بھی ہوسکتی ہے۔ تاہم ان کا کہنا ہے کہ اس کچھ کم سنگین وجوہات بھی ہوتی ہیں جیسے آٹھ گھنٹے تک کمپیوٹرز پر کام کرنے سے آنکھوں میں درد کے باعث سرخ لکیریں بن سکتی ہیں اور اس صورت میں آنکھوں کا معائنہ کروانا بہتر رہتا ہے کیونکہ یہ بینائی کی کمزوری کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے، اسی طرح یہ کسی قسم کی الرجی کے باعث بھی ہوسکتا ہے۔

خشک آنکھیں

اکثر افراد کو اس قسم کی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے جس کے دوران لگتا ہے جیسے آنکھیں بالکل خشک ہوگئی ہیں، جس کی وجہ اکثر وٹامن اے کی کمی ہوتی ہے، تاہم یہ شکایت عمر بڑھنے اور کچھ خاص ادویات کے استعمال کے باعث بھی لاحق ہوسکتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ایک ایسی بیماری کا باعث بھی ہوسکتا ہے جو خاص طور پر ایسے گلینڈز کو متاثر کرتا ہے جو آنسوؤں اور لعاب دہن کو بنانے کا کام کرتے ہیں۔ عام طور پر اس کے دوران ایسا لگتا ہے کہ جیسے آنکھ میں کوئی کنکر چلا گیا ہو اور چبھن محسوس ہوتی رہتی ہے۔ وٹامن اے کے ساتھ ساتھ غذا میں صحت بخش چربی کی کمی بھی اس کا باعث بن سکتی ہے۔

سوجی ہوئی آنکھیں

گہرے حلقوں کی طرح آنکھوں کا سوج جانا بھی چہرے کی کشش کو ماند کردیتا ہے، اس کے لیے اکثر برف کی ٹکور، کھیرے کا ٹکڑا یا دیگر ٹوٹکوں کا استعمال کیا جاتا ہے مگر جب یہ کسی صورت ختم نہ ہو تو زیادہ سنگین طبی مسائل کی علامت بھی ہوسکتا ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق یہ گردوں میں کسی قسم کی خرابی کی جانب اشارہ ہوسکتا ہے جس کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کرنا بہتر رہتا ہے جبکہ نمک کے بہت زیادہ استعمال سے بھی یہ تکلیف آپ کو اپنا شکار کرسکتی ہے۔

اہم خبریں

راشد العزیزی ندوی

۱۲؍فروری کو پوہدی بیلا، دربھنگہ اور ۱۳؍کو بھیم پور مدھوبنی میں دارالقضاء کا قیام

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی طرف سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے متعدد اضلاع میں چھیاسٹھ ذیلی دار القضاء قائم ہیں اور حسب ضرورت نئے مقامات پر قائم کرنے کا سلسلہ جاری ہے، اس سلسلہ میں ۱۲؍فروری کو مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ اور ۱۳؍فروری کو مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور مدھے پور، مدھوبنی میں دار القضاء قائم ہو رہا ہے، اس موقع پر ایک عظیم الشان اجلاس کے انعقاد کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس کی صدارت مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ فرمائیں گے اور جناب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ، مولانا محمد سعد اللہ صدیقی مہتمم مدرسہ رحمانیہ سپول، مفتی ابوذر قاسمی اور مفتی رضوان احمد مظاہری مدھوبنی نظام قضاء کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے، ان دونوں مقامات کے داعیان الحاج ماسٹر محمد قاسم صاحب مدظلہ ناظم مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا دربھنگہ اور مولانا مفتی عبدالوہاب قاسمی مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور مدھے پور نے بتایا کہ اجلاس کی تیاریاں چل رہی ہیں، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے متعلقہ علاقہ کے مسلمانوں سے گذارش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر علماء کرام کے خطاب سے فائدہ اٹھائیں اور نظام قضاء کو استحکام بخشیں۔

اردو صحافت کے دوسو سال مکمل ہونے پر جشن اردو صحافت منانے کا فیصلہ

اردو صحافت کے دوسو سال مکمل ہونے کے موقع پر پٹنہ میں ایک مشاورتی نشست منعقد ہوئی جس میں اگلے سال مارچ میں تین روزہ جشن اردو صحافت منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس موقع پر اردو اخبارات ورسائل کی نمائش، سیمینار، سمپوزیم، مذاکرات اور مشاعرہ بھی منعقد کیا جائے گا، یہ تین روزہ جشن قومی سطح کا ہوگا۔ پروگرام کی تفصیلات طے کرنے کے لیے ہفت روزہ نقیب کے ایڈیٹر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی صدارت میں ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ سینئر صحافی ڈاکٹر ریحان غنی کو کمیٹی کا جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا۔ میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ اس میں شرکت کرنے والے تمام صحافی مجلس منتظمہ کے اراکین ہوں گے۔ مشاورتی نشست میں اردو اخبارات کے تقریبا تمام نمائندے اور ایڈیٹر موجود تھے۔

آپ کسانوں کو بے عزت نہیں کرسکتے: ستیہ پال ملک

مودی حکومت کے ذریعہ پاس کردہ نئے زرعی قوانین کو لے کر کسانوں کی تحریک جاری ہے، اس درمیان میگھالیہ کے گورنر ستیہ پال ملک کا ایک بڑا بیان سامنے آیا ہے، انھوں نے مرکز کی مودی حکومت سے گزارش کی ہے کہ کسانوں کو بے عزت کرکے واپس بھیجنے کی جگہ ان سے بات چیت کے مسئلہ کا حل نکالا جائے، مغربی اتر پردیش سے تعلق رکھنے والے جاٹ لیڈر ستیہ پال ملک نے کہا کہ "کسانوں کو اپنے قدم واپس لینے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا، غازی آباد سرحد سے تحریک کررہے کسانوں کو ہٹانے کی یوپی پولس کی کوششوں نے حالات بگاڑ دیئے ہیں" قابل ذکر ہے کہ گزشتہ ۲۶؍جنوری کو یوم جمہوریہ ٹریکٹر پریڈ کے دوران کچھ مقامات پر تشدد کے واقعات پیش آئے تھے، جس کے بعد پولس نے مظاہرین کے خلاف کارروائی شروع کردی تھی، کارروائی سے کسان مظاہرین انتہائی مایوس ہیں، اور حکومت پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ جبراً تحریک ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے، اس تعلق سے ستیہ پال ملک نے کہا کہ "میں ایک آئینی عہدہ سنبھال رہا ہوں، مجھے اس طرح کے بیانات نہیں دینے چاہئیں؛ لیکن یہ کسانوں کا ایشو ہے اور میں خاموش نہیں رہ سکتا۔

کانٹریکٹ ملازمین نہیں لڑسکتے پنچایت انتخاب

بہار ریاستی الیکشن کمیشن نے کہا ہے کہ جو ملازمین ریاستی حکومت کے کسی بھی محکمہ مین معاہدے پر کام کررہے ہیں، وہ انتخابات نہیں لڑسکتے ہیں، یہاں تک کہ معاہدہ اہلکار کسی بھی امیدوار کی تجاویز کار نہیں بن سکتے، ریاستی الیکشن کمیشن نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر کنٹریکٹ اہلکار کسی بھی امیدوار کی تجاویز کار بن جائیں تو مذکورہ امیدوار کی نامزدگی منسوخ کردی جائے گی، کمیشن نے اس کے لئے کئی تیاریاں کی ہیں اور بہت جلد اس کی اطلاع پبلک فورم پر شیئر کردیا جائے گا، ریاستی الیکشن کمیشن نے ان کے لئے بھی انتخابات لڑنے کا راستہ بند کردیا ہے جو نوکری تو اساتذہ کی کرتے تھے؛ لیکن انتخاب لڑکر لیڈر بن جاتے تھے اور اپنے حلقہ میں اثر ورسوخ دکھاتے تھے، اس لئے ان کے انتخاب پر پابندی لگادی گئی ہے۔

بجٹ میں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی

سال ۲۲-۲۰۲۱ کے اقلیتی بجٹ میں اچانک ۲۱۹؍کروڑ روپئے کی تخفیف کردی گئی، گذشتہ سال اقلیتی بجٹ ۵۰۲۹؍کروڑ روپئے کا تھا جو رواں مالی سال ۲۲-۲۰۲۱ میں ۴۸۱۰ کروڑ ہوگیا، دیکھا جائے تو این ڈی اے دوئم میں مودی سرکار نے اقلیتوں کے ساتھ تھوڑا انصاف کیا تھا، لیکن اس سال سب کا ساتھ سب کا وکاس سے انحراف کیا گیا ہے، بجٹ میں تخفیف کا بڑا سبب گذشتہ بجٹ کا خرچ نہ ہونا بتایا جاتا ہے، سابق مرکزی وزیر اقلیت کے رحمان خان کی مانیں تو اقلیتوں کے ساتھ بجٹ میں ناانصافی کی گئی ہے، انہوں نے بتایا کہ بجٹ بناتے وقت اصولی طور پر ہر سال ۱۰؍فیصد مہنگائی کا اضافہ کیا جاتا ہے، انہوں نے کہا کہ اگر سالانہ ۱۰؍فیصد کا ہی اضافہ کیا جاتا تو اب تک مودی سرکار کو ۷-۶؍برسوں میں اقلیتی وزارت کا بجٹ ۸؍ہزار کروڑ ہوجاتا، انہوں نے کہا کہ اس بار اقلیتی وزارت کے تحت دیگر محکموں اور اداروں پر بھی بجٹ تخفیف کا اثر پڑے گا اور دیش کی اقلیتیں تعلیمی، سماجی، معاشی اور دیگر شعبوں میں متاثر ہوں گی۔

Volume:61/71, Issue: 06 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

تاریخ جنوں یہ ہے کہ ہر دور خرد میں
اک سلسلۂ دار و رسن ہم نے بنایا
(نشور واحدی)

فلسطین، عرب تعلقات کی نئی تصویر

محمد حنیف خاں

سال ۲۰۲۰ء اکیسویں صدی کا ایک ایسا کلینڈر ہے جو اپنے ابتدا سے ہی غیر معمولی رہا ہے، یوں تو پوری دنیا کے لئے یہ سال نہایت تکلیف دہ ثابت ہوا، یہ وہ برس ہے جب فلسطینیوں کا خواب چکنا چور ہوا ہے، اس سے قبل ان کی امیدوں میں کہیں نہ کہیں تھوڑی سی رمق باقی تھی کہ دو ریاستی حل کے تحت ان کو ایک ریاست مل جائے گی؛ لیکن جس طرح سے اس کے بھائیوں نے اپنے رویوں کا اظہار عملی طور پر پیش کیا ہے، اس نے ان کی آنکھوں میں کرچیاں بھردی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ امن ہی تعمیر وترقی کی سب سے بڑی شاہراہ ہے، جس کے بغیر کوئی ملک یا قوم ترقی نہیں کرسکتی، جس کے پیش نظر سربراہان ممالک نے پیش رفت کرتے ہوئے امن کو یقینی بنانا چاہا ہے مگر ایک سوال یہ قائم ہوتا ہے کہ کیا امن زندگیوں کے سودے پر ہوتا ہے؟ کیا ایسے امن کو امن تصور کیا جائے گا جس میں لاکھوں افراد کو حق انسانیت سے محروم کردیا جائے گا، جواب نفی میں ہوگا؛ لیکن جس تناظر میں یہ بات کہی گئی ہے، اس کا پس منظر کچھ اور ہے، یہ امن معاہدہ براہ راست فلسطینیوں سے متعلق نہ ہوکر اسرائیل اور عرب ریاستوں کے مابین ہے؛ لیکن اصل بنیاد فلسطین ہی ہے جو منظر نامے سے غائب ہے۔

۲۰۲۰ء میں عرب ممالک اور اسرائیل کے تعلقات اور فلسطینیوں پر پڑی افتاد کا اگر جائزہ لیا جائے تو کئی باتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں، اس سال اسرائیل کئی بڑی حصولیابیوں سے ہم کنار ہوا، اس نے متحدہ عرب امارات اور سوڈان سمیت بحرین سے امن معاہدہ کیا جو اس کا خواب رہا ہے، ایک طرف جہاں اسرائیل کے خواب اس درد بھرے سال میں پورے ہوئے تو وہیں فلسطینیوں کی امیدوں نے اسی برس دم توڑ دیا، یہ اور بات ہے کہ ایک کے دستاویزی ثبوت ہیں تو دوسرے کو محض کھلی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے، اس کا کوئی دستاویزی ثبوت نہیں ہے؛ لیکن حقیقت یہی ہے کہ فلسطینیوں کے دو ریاستی حل نظریے نے دم توڑ دیا ہے جس میں کسی اور نے نہیں اس کے اپنے بھائی بندوں نے ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسرائیل اور عرب تنازع کو نصف صدی کا عرصہ گزر چکا ہے جس کا صرف ایک سبب فلسطین تھا، اسرائیل نے فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مستقل وہ اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ ۱۹۴۸ء میں اپنے قیام کے ساتھ ہی اس نے پورے خطے کے امن کو سبوتاژ کرکے رکھ دیا، آج بھی وہ اس خطے کا سب سے طاقتور ملک ہے، ٹیکنالوجی اور ہتھیار کے معاملے میں تو کوئی اس کی ہمسری کر ہی نہیں سکتا، اس پر مستزاد کہ دنیا کی سپر پاور کا دست شفقت بھی اس کے سر پر ہے، اس لئے وہ امن وانسانیت کو توجہ دینے کے بجائے ملکی رقبے اور یہودی آبادی میں مستقل توسیع کرتا ہوا نظر آتا ہے، اس کے لئے اقوام متحدہ کا کوئی مطلب نہیں ہے؛ لیکن چونکہ وہ ٹیکنالوجی میں خود کفیل ہے، زراعت وآبپاشی کے نئے وسائل سے لیس ہے، وہ صحرا میں بھی گلاب کھلانے کے ہنر اور محنت سے واقف ہے، جس کی وجہ سے صرف اسی علاقے میں ہی نہیں، پوری دنیا میں اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ جون ۱۹۶۷ء میں عرب۔ اسرائیل جنگ کے بعد سوڈان کی راجدھانی خرطوم میں خلیجی تعاون کونسل (جی سی سی) کا سربراہ اجلاس ہوا تھا جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا، اس سے مذاکرات نہیں کئے جائیں گے، اجلاس میں فلسطین پر فلسطینیوں کا حق تسلیم کیا گیا تھا، اس کا مطلب تھا کہ اسرائیل کا کوئی وجود نہیں ہے مگر یہ اب گئے زمانوں کی بات ہوگئی، اس وقت خون میں جوش تھا، ابال تھا، شکست کا درد تھا، دشمن کو دھول چٹانے کا عزم تھا، مگر اب سب کافور ہوچکا ہے جس کا سب سے اہم سبب آج کے حالات اور اسرائیل کی مضبوطی ہے، اہم بات یہ کہ ۱۹۷۹ء میں مصر نے اور ۱۹۹۴ء میں اردن نے اسرائیل کے ساتھ امن معاہدہ کرلیا تھا، ان معاہدوں نے جہاں ایک طرف خلیجی ممالک کے عزم کو توڑا تو وہیں اسرائیل کے لئے راہیں ہموار ہونے لگیں اور وہ نوالہ جو اس کو مشکل لگ رہا تھا، آسان تر دکھائی دینے لگا اور آج حالات یہ بن گئے ہیں کہ اسرائیلی وزیر اعظم بنیامن نیتن یاہو نے ۲۰۲۰ء کی ابتدا میں اعلان کردیا تھا کہ وہ مغربی کنارہ کے ایک تہائی حصے کو اسرائیل میں ضم کردیں گے مگر خلیجی ریاستوں کے نرم رویے کے باعث وہ اس منصوبے کو مؤخر کرتے رہے۔

اسرائیل اور فلسطین کے مابین تنازع کے حل کے لئے امریکی سابق صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے جنوری ۲۰۲۰ء میں مشرق وسطیٰ امن خاکہ پیش کیا تھا، اس میں سعودی عرب کے پیش کردہ عرب امن کے بھی کچھ نکات شامل تھے، سعودی عرب نے اس خاکے کو منظور کیا تھا، جس میں صاف طور پر کہا گیا تھا کہ اسرائیل اگر عرب ریاستوں کے ساتھ امن کا خواہاں ہے تو اس کو فلسطینیوں کے مطالبات کو تسلیم کرنا ہوگا اور اس مقصد کو اسرائیل پر دباؤ ڈال کر اور اس کا بائیکاٹ کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے؛ لیکن ایسا نہیں ہوا، فلسطینیوں کو کوئی بھی مطالبہ تسلیم کئے بغیر اسرائیل کو دوستی کا تحفہ مل گیا، ٹرمپ کے مشرق وسطی امن معاہدے پر متحدہ عرب امارات اور بحرین نے اسرائیل کے ساتھ ماہ ستمبر میں محض تیس دنوں کے اندر امن معاہدہ کرلیا، اس معاہدے کو ''معاہدہ ابراہیم'' کا نام دیا گیا، کیوں کہ دونوں ابراہیمی مذہب ہیں، متحدہ عرب امارات، بحرین، اردن، سوڈان اور مصر سے اسرائیل کے امن معاہدے کے بعد ان کی دشمنیاں دوستیوں میں تبدیل ہوگئیں، ڈاکٹر میلنس نوریل اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں، اب سعودی عرب بھی اس طرح آگے بڑھ کر جی سی سی کے سب سے اہم ملک کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرسکتا ہے، اس کو خاص فلسطینی بیانئے سے جڑا نہیں رہنا چاہئے، جس میں ۱۹۷۰ء کی دہائی کے بعد سے کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہے، سوائے اس کے کہ مصر، اردن اور متحدہ عرب امارات وغیرہ اسرائیل کے ساتھ امن معاہدہ کرلیا ہے، ان معاہدوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ براہ راست اور کھلی گفتگو سے بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر میلنس کے مشورے سے قبل ہی سعودی عرب اس راہ پر نکل چکا تھا، اسرائیل میڈیا کے مطابق وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو نے خفیہ طور پر سعودی عرب جاکر ولی عہد محمد بن سلمان اور امریکی وزیر خارجہ مائک پومپیو سے ملاقات کی، یہ دعویٰ اسرائیلی میڈیا نے ہوائی جہازوں کو ٹریک کرنے والے ڈاٹا کی بنیاد پر نومبر میں کیا تھا، سعودی عرب اس خطے میں سب سے طاقتور ملک ہے، اس کا جھکاؤ پہلے سے ہی اسرائیل کی طرف رہا ہے، یہ اور بات ہے کہ اس کو دستاویزی حیثیت نہیں حاصل تھی مگر ادھر کے چند برسوں میں جب سے محمد بن سلمان نے ذمہ داریاں اپنے ہاتھوں میں سنبھالی ہیں، بہت کچھ سامنے آنے لگا ہے، یمن میں ایران کے ساتھ جنگ نے بھی سعودی عرب کو اسرائیل سے قریب کیا ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ سعودی عرب نے ایران کے خوف سے ہی پوری عرب دنیا کے دشمن اسرائیل سے کھلے بندوں ہاتھ ملایا ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا، اسرائیل اور ایران میں بھی ہمیشہ تنازع رہا ہے اور دونوں ایک دوسرے کو مٹانے کے درپے رہے ہیں، ایسے میں دو دشمن ایک ساتھ ہوگئے ہیں؛ لیکن اس درمیان فلسطینیوں کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔

۲۰۲۰ء میں امریکہ میں صدارتی انتخابات ہوئے، بائیڈن منتخب ہوئے؛ لیکن فلسطینیوں کے لئے امریکہ کے سبھی صدور ایک ہی طرح کے واقع ہوئے ہیں، بس فرق اتنا رہا ہے کہ کسی کا جھکاؤ اسرائیل کی طرف زیادہ رہا ہے تو کسی کا کم۔ سابق امریکی صدر براک اوباما اور موجودہ جو بائیڈن کا جھکاؤ اسرائیل کی طرف ٹرمپ کے مقابلے کم رہا ہے۔ آگے بھی یہی امید ہے کہ جو بائیڈن ایک طرف ایران اور فلسطینیوں سے متعلق اوباما کی پالیسی واپس لائیں گے لیکن وہ اسرائیل پر پوری طرح سے قدغن نہیں لگائیں گے؛ کیونکہ امریکہ پر یہودی لابی کا دباؤ ابھی بھی کم نہیں ہے۔

عرب ممالک اب ۱۹۶۷ء میں ہوئے خرطوم کے سربراہ اجلاس کی قراردادوں پر قائم نہیں رہ سکتے، کیونکہ اب حالات بدل چکے ہیں، اس وقت بھی اسرائیل کے سامنے ان ممالک کو پسپا ہونا پڑا تھا اور آج بھی اگر یہ لام بند ہوکر اس کے مقابلے کے سامنے آئیں تو ہزیمت کا ہی سامنا کرنا پڑے گا؛ کیونکہ اسرائیل نے ٹیکنالوجی، زرعی اور معاشی سطح کے ساتھ ہی سفارتی سطح پر زبردست کامیابیاں حاصل کی ہیں، جب کہ عرب ممالک ایسا نہیں کرسکے جس کا نتیجہ ہے کہ وہ آج اپنے آبا واجداد کے عزائم کو پس پشت ڈال کر اسرائیل سے معاہدہ کررہے ہیں، جہاں تک فلسطینیوں کی بات ہے تو وہ اس وقت کوئی حیثیت نہیں رکھتے، ان کا وجود عرب دنیا کے مزاج پر ہے؛ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اب ان کو بھی اسرائیل کو نہ صرف تسلیم کرنا پڑے گا بلکہ ان کو اسرائیل کے رحم وکرم پر جینا پڑے گا، ان کے لئے ایک اہم سوال یہ ہے کہ اگر وہ دو ریاستی حل والے نظریہ سے دستبردار ہوجائیں اور اسرائیلی شہری بن کر رہنا چاہیں تو اسرائیل کے اس ریفرنڈم کا کیا ہوگا جس میں فلسطینیوں کو دوم درجے کا شہری بنا کر رکھنے کا موقف سامنے آیا ہے، ان کو ووٹ کے حق سے بھی محروم رکھنے پر زور دیا گیا ہے، ایسے میں اس ذلت بھری زندگی سے بہتر ان کا دو ریاستی حل کا مطالبہ ہی ہے جسے عرب ممالک نے اندھے غار میں پہنچا دیا ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988